اللہ اکبر

صرف اللہ ہی بڑا ہے

خصائصِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زنبیلِ فقیر

(حصہ 18)

تالیف: علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام: رائے فقیر محمد نقشبندی، بریلوی، سہروردی، قادری

فاضل فارسی، بی اے اسلامیات، ایم کام، فیلو چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ

297.9

2 محمو

9101

Marfat.com

Marfat.com

خصائصِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء

جس میں

حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، محبوب رب العالمین، نور مجسم سیّد عالم ہادیٔ سبل ختم رُسل سیّد کل احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اور سرِ اقدس سے لیکر قدمِ پاک تک کے خصائص، فضائل، برکات، حسنات اور آپ کا حسین وجمیل سراپا مقدس مستند و معتبر روایات واحادیث سے اخذ کر کے درج کیا گیا ہے۔

تالیف

علامہ سیّد محمود احمد رضوی محدث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
ستارہ امتیاز حکومت پاکستان
امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

باہتمام

رائے فقیر محمد

نقشبندی، سہروردی، چشتی، قادری

فاضل فارسی۔ بی اے اسلامیات۔ ایم کام۔ فیلو چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ

Marfat.com

297.9921
28
91019

ترتیب

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
حمد و نعت	2	حاضر و ناظر	64
نگاہِ اوّلین	6	موئے مبارک	71
بے مثل بشریت	8	گوشِ مبارک	74
نورانی بشریت	12	دستِ مصطفٰے	80
ظہور سے پہلے	16	جسمِ مبارک	90
تذکارِ ولادت	20	قلبِ منور	96
اخلاقِ نبوی	28	قد مبارک	100
حلیۂ اقدس	44	فضلاتِ مبارکہ	103
زبان مبارک	52	قدم مبارک	109
چشمانِ مقدس	59	خواب گاہِ مصطفٰے	113

اے گنج گہر بار، ہے خالی مرا دامن
اے رحمت کونین، تری ذات غنی ہے

تصحیح منظور نظر مؤلف علاّمہ عطاء محمد گولڑوی لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

حمد ہے اس خدا کے لیے جو پروردگارِ عالم ہے جو رحمٰن و رحیم، کریم و حلیم ہے جس نے ایک امرِ کُن سے ساری کائنات بنائی اور انسان کو عزت و کرامت کا تاج پہنایا۔ جس نے فضل و کرم، جود و سخا کے در بہا دیے۔ انعام و اکرام کی نچھاور کی۔ اور اپنے محبوب کو ہماری ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔

وہ قدوس ہے، اس کے تقدس کے بیان اور اس کی نعمتوں کے شکریہ کی کس میں طاقت وہ قاہر، اور اس کے قہر و غضب کی کس میں برداشت ہے!

مختصر یہ کہ!

وہ مالک ہے اور ہم مملوک
وہ خالق ہے اور ہم مخلوق
وہ رازق ہے اور ہم مرزوق
وہ رب العالمین ہے اور ہم اس کے بندے
اور اسی کی بندگی و نیاز مندی پر ہمیں ناز ہے۔

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

Marfat.com

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم۔

درود ہو! اس رہبر اعظم رسولِ معظم ﷺ پر جو اپنے ہمراہ وہ نسخہ کیمیا لائے جو قلزم حقائق اور مطلع الانوار ہے جو کوثرِ علوم و معرفت اور مخزن الاسرار ہے۔ جو حقائقِ رحمانی و معارف ربانی کا گنجینہ اور ہدایت و موعظت کا خزینہ ہے۔ جو خداوند ذوالجلال کا آخری پیغام اور کائنات کا آخری ضابطۂ حیات ہے جس پر چل کر قومِ مسلم دینی و دنیوی عروج حاصل کر سکتی ہے!

سلام ہو! آسمانِ نبوت کے نیّر اعظم ﷺ پر، جس کی پاک تعلیم نے تاریک قلوب روشن، پھوٹی آنکھیں بینا، بہرے کان شنواء، اور ٹیڑھی زبان سیدھی کر دیں۔ انسان کو انسان بنایا اور خدا تک پہنچایا۔ سنگلاخ زمینوں پر علم و معرفت کے چشمے بہائے اور ہر تفسیدہ لب کے سامنے جامِ کوثر لے کر خود آگے بڑھا۔

درود ہو! اس نبی اکرم رسولِ مکرم سیّد عالم نور مجسم احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء جو اللہ عزوجل کے خلیفۂ اعظم نائب اکبر اور آخری رسول ﷺ ہیں۔ جن کی ذاتِ ستودہ صفات پر نبوت رسالت ناز کرتی ہے اور جن کی عظمت و رفعت، شوکت و سطوت، جبروت و جلال کا خطبہ رب العالمین پڑھتا ہے۔

سلام ہو! اس نبیٔ محترم ﷺ پر جو رحمۃ للعالمین ﷺ ہے، کوثر کا ساقی، جنت کا قاسم، مملکت خداوندی کا مالک، غریبوں، مفلسوں کا مددگار، یتیموں، بے کسوں کا والی اور بے سہاروں کا سہارا ہے۔ جس نے ڈوبتی کشتیاں ترائیں، ہلتی نیویں جمائیں، روتی آنکھیں ہنسائی ہیں، جو انسانیت کا غمگسار اور ان کے حقوق کا محافظ و نگہبان ہے۔

مختصر یہ کہ!

وہ اللہ کا محبوب اور ساری مخلوق کا مخدوم ہے!

لیکن رضاء نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا رہبر کہوں تجھے

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اِس تالیف کو اپنے والد مکرم و استاذِ معظم حضرت امام المناظرین، شیخ المحدثین سید المفسرین مولانا الحاج مفتی اعظم علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ قبلہ امیر و مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور (پاکستان) کے نامِ نامی واسم گرامی کے ساتھ منتسب کرتا ہوں۔

(محمود رضوی)

Marfat.com

﴿صاحبزادہ سید محمد رضوی مشہدی﴾

نگاہِ اوّلین

اوّلین و آخرین کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ رب العزت جل مجدہ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل و اکرم حضور سید المرسلین محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی ذات والاصفات تمام کمالات دینی و دنیاوی کی جامع ہے اور اللہ نے آپ کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے جو انسان کی سرحدِ عقل سے باہر ہے۔

یوں تو دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش پیغمبر مبعوث ہوئے مگر یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے چند ہستیاں بھی ایسی نہیں ہیں جن کے مکمل حالات اور صحیح خدوخال تاریخ عالم یا ذہن انسانی میں محفوظ ہوں۔ یہ بہت بڑی فضیلت اور خاتم النبیین کی خصوصیت اور آپ کا ایک زبردست معجزہ ہے کہ آپ کی حیات اقدس، آپ کے حالات آپ کی صورت و سیرت آپ کی تبلیغی سرگرمیاں من و عن صفحات تاریخ پر ہی نہیں بلکہ ہزاروں ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی ذات اور آپ کے اعضائے کریمہ کا حال ایسا ظاہر ہے گویا تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ سر اقدس سے لیکر قدم مبارک تک کے اوصاف جمیلہ احادیث میں ایسی احتیاط کے ساتھ جمع ہیں جن کو پڑھ کر عاشقان احمدی کے سامنے آپ کی ذات گرامی چلتی پھرتی نظر آتی ہے!

اس میں شک نہیں کہ آپ کی ذات گرامی حسن و جمال کی پیکر تھی اور آپ کا ہر عضو، قدرت خداوندی کا مظہر تھا اور قدرت نے آپ کو بے مثل و بے نظیر بنایا تھا اور ایسے حسین سانچے میں ڈھالا تھا جس کی مثال ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے مقدس کو لفظی جامہ پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے، الفاظ مجبور ہیں۔ کائنات اپنی تمام وسعتوں اور رعنائیوں کے ساتھ محدود ہے۔ اور آپ کے فضائل و کمالات غیر محدود ہیں اس لئے قلم، الفاظ زبان آپ کے حقیقی خدوخال پیش نہیں کر سکتے تاہم اپنی اپنی طاقت و وسعت کے لحاظ سے عاشقان جمال محمدی نے آپ کے سراپا مقدس کا نقشہ الفاظ کے جامہ میں پیش کیا ہے۔

Marfat.com

لیکن! اعتراف سب یہی کرتے ہیں کہ ان جیسا نہ دیکھا نہ دیکھا گیا نہ دیکھا جائے گا اب تک اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور مجموعی حیثیت سے آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جو تحریر میں نہ آچکا ہو مگر میں کچھ اور چاہتا تھا اور وہ ہے آپ کے جسم اقدس کے ایک ایک عضو کے خصائص و فضائل! الحمد للہ! میں آج اس کوشش ناتمام کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جب آپ محبوب دو عالم کے سراپا مقدس کو پڑھ کر عشق و ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں گے تو اس خادم بارگاہ رسالت کو ضرور دعاء خیر میں یاد رکھیں گے!

☆

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اِنَّ الْوَقْتَ یَعُوْدُ گزرا ہوا وقت واپس آ سکتا ہے کیونکہ حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی گود میں آرام فرما ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب حضور بیدار ہوئے حضرت علی نے عرض کی میری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے۔

فقال اللهم انه كان فی طاعتک ورسولک ناردها علیه فردت حتیٰ صلی العصر.

حضورؐ نے دعا فرمائی الٰہی۔ یہ علی تیری اور تیرے نبیؐ کی خدمت میں تھا۔ اس کے لئے سورج کو لوٹا دے سورج لوٹ آیا اور حضرت علی نے عصر کی نماز وقت میں ادا فرمائی۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

والحدیث صححه الطحاوی وعیاض. وَاخرج جماعة منهم الطبرانی بسندحسن واخطاء من جعله موضوعا.

(شامی ج ا ص ۲۶۵)

اس حدیث کو امام طحاوی نے صحیح کہا۔ اور ایک جماعت جن میں امام طبرانی بھی ہیں نے اس حدیث کو بسند حسن ذکر کیا اور جس نے اس حدیث کو موضوع کہا اس نے غلطی کی۔

Marfat.com

بے مثل بشریّت

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہر انور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

یہ حقیقت ہے کہ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو جاننا اور آپ کی بشریت پر قلم اٹھانا بہت مشکل ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ افضل الخلائق بعد الانبیاء ہے مگر اس کے باوجود ان سے فرمایا گیا:

يَا اَبَابَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَةً سِوٰى رَبِّيْ۔

اے ابوبکر! میری حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھئے شانِ محمد

بعض لوگ اہل سنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ حضور کی بشریت کے منکر ہیں اور آپ کو خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان حضور کی بشریت کا منکر نہیں ہو سکتا۔ سب مانتے ہیں کہ حضور بشر ہیں، انسان ہیں، خدا یا خدا کے شریک نہیں۔ مگر خدا سے جدا بھی نہیں

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

اب اگر آپ سوال کریں کہ پھر اختلاف کیا ہے تو عرض ہے کہ گستاخ و بے باک لوگ حضور کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور ہم اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور سے ہمسری و برابری کا دعوی کرنا سخت جہالت ہے۔ حضور بشر ضرور ہیں مگر۔

بشر ضرور ہیں پھر داخل انام نہیں
دانہ تسبیح میں امام نہیں

Marfat.com

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر ہماری بشریت اور آپ کی بشریت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہاں وہ ذات ستودہ صفات جو خلیفہ حق ہے اور مقام قاب قوسین تک جس کی رسائی ہے۔ حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر جو عین ذات کا مشاہدہ کرتا ہے اور کہاں ہم؟ مولانا فرماتے ہیں ۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

"اے وہ ذات مقدس جس کے اندر ہزاراں جبریل چھپے ہوئے ہیں خدا کے لئے ہم پر بھی کرم فرمایئے!"

عارف رومی کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ہزاروں جبریل بھی حضور کی بشریت کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور حضور کی بشریت ہزار ہا جبریل سے افضل و اعلیٰ اکمل و اولیٰ ہے۔

بعض گستاخ افراد کہا کرتے ہیں کہ حضور کو اپنے جیسا بشر یا بھائی نہ کہیں تو کیا کہیں! آپ ہماری طرح کھاتے پیتے، سوتے جاگتے ہیں۔ اتنی باتوں میں شریک ہیں لہٰذا ہماری طرح بشر ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ہی غلط ہے کہ حضور ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں کیونکہ ہم روٹی کے محتاج، پانی کے بغیر ہمارا جینا ناممکن! اور حضور کسی چیز کے محتاج نہیں، خود فرماتے ہیں:

اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی رَبِّی وَیَسقِینِی.

میں اپنے رب کے ہاں شب گزارتا ہوں مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کو کھانے کی ضرورت نہیں لیکن کھایا کیوں! صرف تعلیم امت کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ کھانے پینے کا یہ طریقہ ہے سیدھے ہاتھ سے کھاؤ، مل کر کھاؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ حضور سید المرسلین علیہ السلام کا کھانا پینا، چلنا پھرنا، تجارت کرنا، یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا ورنہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی، خود فرماتے ہیں:

Marfat.com

يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَصَارَتْ مَعِیْ جِبَالُ الذَّهَبِ. (بخاری)

''اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔

اللہ اکبر! سونا اور دنیا کی نعمتیں آپ کے قدموں تلے ہیں مگر سرکار اپنی شہنشاہی کا اظہار نہیں فرماتے اور اپنے اختیارات وفضائل کو چھپاتے ہیں اور امت کو فقر وزہد کی تعلیم دے رہے ہیں۔

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا پڑا ہوا
اور سات دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بطن اقدس پر پتھر باندھنا، اپنا کام خود سر انجام دینا، سادی غذا استعمال کرنا، کاشانۂ نبوت سے سات سات دن تک دھوئیں کا نہ اٹھنا، اس لئے نہ تھا کہ معاذ اللہ آپ غریب ومحتاج تھے بلکہ یہ سب تعلیم امت کے لئے تھا اور اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح میں مرضی الٰہی پر راضی ہوں اسی طرح اگر تم پر بھی آفتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور دین کی راہ میں بھوکا رہنا پڑے تو صبر وشکر کا دامن تھامے رکھنا اور زبان پر ناشکری کے الفاظ نہ لانا۔

افسوس! سرکار نے تو زہد وفقر کی تعلیم دی اور امت کو سبق پڑھانے کے لئے سب کچھ خود کیا مگر باغیوں نے ہمسری کا دعویٰ کر دیا اور آپ کو اپنے جیسا بشر کہنے لگ گئے۔

منکران عظمت رسول اگر ایمان کی نظر سے دیکھیں اور تعصب وہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ دیں تو ایک ادنےٰ سے فکر سے انہیں معلوم ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادات، معاملات، احکامات اور اپنے جسم مبارک کے لحاظ سے کسی بات میں بھی ہم جیسے نہیں ہیں۔

کتاب ''خصائص مصطفیٰ'' میں آپ کے اعضاء مبارکہ کے خصوصیات و معجزات، فضائل ومناقب پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آپ کے سراپائے اقدس کا نقشہ ہے جو اہل محبت کے ایمان کی تازگی کا سبب ہے اور منکران عظمت رسول کے لئے اتمام حجت

Marfat.com

ہے اور انہیں دعوت ہے کہ وہ سراپا مبارک کا مطالعہ کر کے حق کو قبول کریں کیونکہ آج اور اسی دنیا میں موقع ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اقسام بشریت

کھیعص کی تفسیر میں حضرت شیخ رکن الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''حضور علیہ السلام کی تین صورتیں ہیں:

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سہ صورت است یکے صورت بشری انما انا بشر مثلکم دوم صورت ملکی چنانکہ فرمودہ لست کاحدکم ابیت عند ربی سوم صورت حقی کما قال لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل.

(روح البیان ص ۳۱۲ مصر پارہ نمبر ۱۶)

۱۔صورت بشری جس کا بیان آیت ''انما انا بشر'' میں ہے۔۲۔صورت ملکی۔جس کے متعلق خود حضور نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں۔۳۔صورت حقی۔جس کے متعلق فرمایا میرے لئے خدا کے ایک ایسی ساعت ہے جس میں نبی مرسل اور ملک مقرب کی بھی رسائی نہیں ہے۔

عارضی بشریت

امام واسطی علیہ الرحمۃ آیہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اخبر اللّٰہ بھذہ الایۃ ان البشریۃ فی نبیہ عاریۃ واضافیۃ لا حقیقیۃ.

''اس آیت میں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے نبی کی بشریت عارضی

Marfat.com

ہے، عاریۃً ہے، اضافی ہے، حقیقی نہیں ہے۔‘‘

ان دو ایمان افروز و ہابیت سوز عبارتوں کو بار بار پڑھیئے کہ بڑے بڑے افاضل حضور کی بشریت وانسانیت کی حقیقت کو سمجھنے میں حیران ہیں اور اس دریا کا کنارہ کسی کو بھی ہاتھ نہ آیا ہے، مختصر یہ کہ۔

محمد سرّ وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

نورانی بشریت

امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امام بخاری، مسلم، احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں وہ اپنے مصنف میں حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ حضور نے جواب دیا۔

یا جابر ان اللّٰہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ.

(مصنف عبدالرزاق)

’’اے جابر! اللہ نے تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فوائد

ا۔ حدیث ہذا میں ’’من نورہ‘‘ کا لفظ ہے۔ ہ کی ضمیر خاص ذات خدا کیطرف لوٹتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور کا نور اللہ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا نور صفاتی سے نہیں۔

۲۔ اب رہا یہ سوال کہ حضور کا نور اللہ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا؟ اس کی حقیقت اور اس کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو حدیث

Marfat.com

مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے۔

۳۔ یہ کہنا کہ حضور کا نور اللہ کے نور کا جزء یا عین ہے یا اللہ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر حضور کے نور میں آ گیا یہ سخت گمراہی اور کفر ہے۔

۴۔ یہاں یہ بھی یاد رکھئے کہ حضور کا نور اللہ کے نور سے پیدا ہوا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حضور کا نور اور اللہ کا نور ایک ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ میں مغایرت شرط ہے۔ عام طور پر بولتے ہیں ناقۃ اللہ، روح اللہ، بیت اللہ۔ یہ اضافات تشریفی ہیں اور اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خانہ کعبہ کے اینٹ پتھر اللہ کی ذات کے جز یا عین ہیں بلا تمثیل یہ ہی حال حضور کے نور کا ہے۔

۵۔ اللہ کے ذاتی نور سے حضور کے نور کے پیدا ہونے کی یہ مثال دی جا سکتی ہے جیسے ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں تو ظاہر ہے کہ پہلی شمع کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں آیا۔

۶۔ علم ہیئت کا مسئلہ ہے کہ ستارے اور چاند اپنا ذاتی نور نہیں رکھتے یہ روشن نہیں ہیں۔ سورج کے محتاج ہیں۔ سورج جب درجہ توسط میں پہنچتا ہے تو یہ چاند اور ستارے سورج سے نور لے کر روشن ہو جاتے ہیں' یہاں بھی ذات شمس نے جس پر روشنی ڈالی وہ روشن ہو گیا مگر ذات شمس سے نہ کچھ جدا ہوا نہ اس کے نور میں کمی آئی اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصہ منتقل ہوا۔ بلا تمثیل یہ ہی حال حضور کے نور کا خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔

۷۔ علاوہ ازیں نور کا بھی جسم ہوتا ہے اور اس معنی میں اللہ عز و جل کو نور کہنا کفر ہے کیونکہ اللہ جسم و جسمانیت سے پاک ہے۔

مختصر یہ کہ حدیث مذکور پر ایمان لانا ضروری ہے خصوصاً جبکہ قرآن حکیم میں بھی حضور کو نور فرمایا گیا ہے قد جآء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

Marfat.com

دعائے نوری

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ الٰہی! میرے دل میں، میری قبر میں، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر، میرے نیچے نور کر دے۔

ونورًا فی سمعی و نورًا فی بصری و نورًا فی شعری و نورًا بشری و نورًا فی لحمی و نورًا فی دمی و نورًا فی عظامی اللھم اعظم لی نورًا و اعطنی نورًا واجعل لی نورًا.

اور اے اللہ! میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں، میرے بالوں میں، میرے جسم میں، میرے گوشت میں، میرے خون میں، میری ہڈیوں میں نور کر دے۔ اے اللہ! میرے لئے نور کو بڑھا دے اور مجھے عطا فرما اور مجھے نور ہی بنا دے۔

سبحان اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حضور کو نور مجسم بنا دیا اور وہ نور عطا فرمایا جو کسی کو نہ ملا اور نہ مل سکتا ہے اسی لئے حضور نے فرمایا:

۱. انی لست مثلکم

میں تمہاری مثل نہیں ہوں

۲. انی لست کھیئتکم

میں تم جیسا نہیں ہوں۔

۳. ایکم مثلی

تم میں سے میری مثل کون ہے؟

جب حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی ارشاد فرما رہے ہے کہ میں بے مثل بشر ہوں تو ایسی صورت میں آپ کے ساتھ ہمسری کا دعوی کرنا یقیناً حضور کو جھٹلانا ہے پھر ان

Marfat.com

احادیث میں حضور نے مطلقاً مثلیت کی نفی فرمائی ہے۔ جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گو آپ پر لفظ عبد اور بشر کا اطلاق آیا ہے مگر آپ کی عبدیت اور بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں ہے۔

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر

ایں سراپا انتظار او منتظر

الغرض یہ حقیقت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنایا ہے اور کمال خلق کی طرح کمال خلقت میں بھی حضور کی مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا ہے۔ علامہ کمال الدین دمیری شافعی حیاۃ الحیوان میں فرماتے ہیں:

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابدًا و علمی لا یخلق.

اللہ نے حضور کی مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا اور نہ پیدا فرمائیگا۔

یعنی ۔ شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

انبیاء کی ضرورت

علامہ شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غایت تجرد اور نہایت تقدس میں ہے یعنی رب العزت جل مجدہ ایسی ہستی ہے جو کمال کے انتہائی درجہ پر ہے اور انسان نقصان کے انتہائی درجہ پر ہے اس لئے انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ رب العزت جل مجدہ سے فیض حاصل کر سکے لہٰذا اللہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے واسطہ کی ضرورت پڑی مگر وہ واسطہ کیسا ہو؟ لکھتے ہیں:

له وجه تجردٍ و نوع تعلق. (نیل الاوطار)

جس میں ایک وجہ تجرد کی اور دوسری وجہ تعلق کی ہو۔

یعنی تجرد کی جہت سے وہ خداوند قدوس سے فیض حاصل کرے اور تعلق کی جہت سے وہ فیض الٰہی کو انسانوں تک پہنچائے پس ایسا واسطہ انبیاء کرام ہیں اور ان سب میں سے بڑا اور سب سے ارفع مرتبہ حضور کریم علیہ السلام کا ہے علامہ شوکانی کے اصل

Marfat.com

الفاظ یہ ہیں:

وھذہ الواسطة ھم الانبیاء واعظمھم رتبةً و ارفعھم منزلةً نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

یہ واسطہ انبیاء کرام ہیں اور ان میں سب سے بڑا رتبہ اور سب سے اونچی منزلت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

علامہ شوکانی کی اس تحقیق کے پیش نظر یہ بات کھل جاتی ہے کہ انبیاء کرام کی بشریت اور انسانیت عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ اللہ کے بندے ضرور ہوتے ہیں مگر ان کی بشریت ایسی ہوتی ہے جس کو اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

ظہور سے پہلے

صفحات تاریخ شاہد ہیں کہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ''یورپ'' میں تاریکی و جہالت کی حکمرانی تھی ہر سمت جدال اور بے چینی و بدامنی کے شرارے بلند تھے۔

ایک عظیم الشان بت ''وڈن'' کی پرستش ہوتی تھی اور اس کو خدا کا نائب سمجھا جاتا تھا۔

''فارس'' میں زر، زمین، زن کے جھگڑے شائع تھے۔ اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ آتش پرستی افضل ترین عبادت سمجھی جاتی تھی۔ ''ہندوستان'' میں سنگ پرستی اور دیوتا نوازی کا شور تھا۔

چاند، سورج، گائے، ہاتھی، بندر، شہد کی مکھی، سانپ وغیرہ قابل پرستش سمجھے جاتے تھے اور ان سے دعائیں مانگی جاتی تھیں، لوگوں کا یقین تھا کہ خدا ان میں سمایا ہوا ہے۔

چین میں سلاطین پرستی نے رنگ جما رکھا تھا۔ بادشاہ وقت کو خدا سمجھا جاتا تھا۔ جب ایک بادشاہ کا انتقال ہو جاتا تھا اس کا وارث تخت نشین ہوتا تھا تو لوگ یقین کر لیتے

Marfat.com

تھے کہ اب خدائی موجودہ بادشاہ کے ہاتھ آ گئی ہے۔

مصر میں یہودیت اور نصرانیت دست وگریباں ہو رہی تھی، مسئلہ تثلیث پر رنگ آمیزیاں کی جارہی تھیں۔ صدہا مختلف العقائد فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ مذہبی روایات کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔ مختلف فرقے ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔ (ہسٹری آف دی ورلڈ)

عرب جن تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا اور جن اخلاقی خرابیوں اور گمراہیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ان کا حال کسی قدر تفصیل سے لکھنا مناسب ہے۔ عرب میں معاشرتی، تمدنی، اخلاقی کمزرویاں اس قدر پیدا ہو گئی تھیں کہ سرزمین عرب کے انسان برائے نام انسان رہ گئے تھے۔

صاحب مسامرۃ الاخبار لکھتے ہیں کہ جدال وقتال، خونخواری وڈاکہ زنی، نشہ بازی وزناکاری، سودخوری اور قمار بازی عرب میں شائع تھی، فحش باتوں سے پرہیز بالکل نہ کیا جاتا تھا۔ ہر شخص افعال واقوال میں آزاد تھا۔

دوشیزہ اور خوبصورت لڑکیوں کے نام اشعار لکھے جاتے تھے اور بازاروں میں گائے جاتے تھے۔ کوئی ولولہ اور ارمان چھپا کر نہ رکھا جاتا تھا۔

زنا پر بجائے ندامت کے فخر کیا جاتا تھا اور مجالس میں اپنی قوت مردی کی تعریف کی جاتی، نشہ سے زیادہ محبوب کوئی شغل نہ تھا پھر بادہ نوشی و بدمستی کی حالت میں نہایت شرمناک افعال کئے جاتے تھے اور افعال قبیحہ پر تفاخر کیا جاتا تھا۔

قمار بازی شرفاء وامراء کا بہترین مشغلہ تھا۔ جابجا قمار خانے کھلے ہوئے تھے جن میں بڑے بڑے دولت مند شریک ہوتے تھے اور بڑی بڑی رقوم ہارتے اور جیتتے تھے۔

سودخواری نہایت معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ نہایت بے دردی کے ساتھ ضرورتمندوں کے گلے پر چھری چلائی جاتی تھی۔

لونڈیوں کو ناچنا گانا سکھلا کر بازاروں میں بیٹھایا جاتا تھا، وہ اپنی عصمت

Marfat.com

فروشی کے ذریعے جو کچھ کماتی تھیں وہ آقا کا حق تصور ہوتا تھا اور اس آمدنی کے روپے سے عظیم الشان دعوتیں ہوتی تھیں۔

ڈاکہ زنی اور رہزنی کے ذریعے مال و دولت جمع کرنا مستحسن نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔

جدال وقتال دو قبیلوں کے درمیان جب جنگ چھڑ جاتی تھی تو پچیس پچیس تیس تیس سال تک جاری رہتی تھی۔ ہزاروں خون ہو جاتے تھے اس قسم کی لڑائیاں شعر و شاعری اور گھوڑ دوڑ وغیرہ میں پیدا ہوتی تھیں۔

عورت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل تھی۔ وہ کوئی حق نہ رکھتی تھی۔ مردوں کو اختیار تھا جو چاہیں سو کریں، جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں۔ سوتیلی ماں سے نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔ لڑکیاں موجب ننگ وعار سمجھی جاتی تھیں۔ اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہوتی تھی تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

معبود ہر قبیلہ اور ہر گھر کا جدا جدا ہوتا تھا لیکن ہبل، اساف، نائلہ، لات و منات عظیم القدر معبود سمجھے جاتے تھے اور تمام لوگ ان کی پرستش کرتے تھے۔

<u>مذاہب</u>: دہریہ، بت پرست، یہودی، عیسائی، مجوسی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ا۔ دہریئے کسی پیغمبر یا آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے بلکہ خدا سے بھی انکار کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ دنیا ہمیشہ سے آباد ہے اور ایسی ہی رہے گی۔

۲۔ بت پرست بتوں کو پوجتے تھے۔

۳۔ یہودیوں نے کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے نام کے بت رکھ چھوڑے تھے ان کو ہی پوجتے تھے۔

۴۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے اور انہوں نے بھی تین بت کعبہ میں رکھ چھوڑے تھے جن کی صبح وشام پرستش کرتے تھے۔

۵۔ مجوسی آگ کی پوجا کرتے تھے۔

☆

Marfat.com

طریق عبادت : عبادت کا طریقہ نہایت غیر مہذبانہ اور شرمناک تھا۔ پرستاران اصنام برہنہ ہو کر بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ لباس ہر قسم کے گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے۔

صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ:

کان الرجل فی الجاهلیة اذا سافر حمل معه اربعة احجار ثلثة یقذر بها والرابع یعبد.

عرب کی جہالت کا یہ حال تھا کہ کہیں مسافرت میں چار پتھر راستے میں سے اٹھا لیتے تھے، تین پتھروں سے استنجاء کر لیا اور ایک کو معبود بنا لیا۔

تاریخ ابن اثیر میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی یہ حالت تھی کہ جب کسی پتھر کو پوجتے پوجتے بہت دن گزر جاتے تو پھر کسی نئے معبود کی تلاش میں رہتے اور جب کہیں اچھا سا پتھر مل جاتا تھا تو پرانے معبودوں کو نکال دیتے تھے اور نئے معبود کی پرستش کرنے لگتے تھے۔

غرضیکہ طرح طرح کی گمراہیاں اور تاریکیاں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت و شرافت اور تہذیب و تمدن کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ خدائے واحد القہار کی وحدانیت و منزلت دلوں سے محو ہو چکی تھی بحر و بر انسانی خباثتوں سے تنگ آ گئے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس قدر گمراہی پھیل گئی تھی۔ نور حقانیت باطل کی تاریکیوں سے ماند پڑ گیا تھا۔ یکا یک غیرت الٰہی جوش میں آئی اور اللہ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے ایک رہبر اعظم کو بھیجا اور یہ آسمان نبوت کا نیر اعظیم ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو نور الٰہی بن کر چمکا۔

رحمۃ للعالمین نے جاء الحق وزھق الباطل کے عالمگیر اعلان کے ساتھ ظہور فرمایا اور آپ نے دنیا میں تشریف لا کر ان تمام گمراہیوں اور خرابیوں کو دور کر دیا جن کو دنیا میں چھائے ہوئے مسلسل کئی صدیاں گزر چکی تھیں۔ آپ نے دنیا کو اصول مدنیت و علوم حقائق سکھائے اور خالق و مخلوق، مالک و مملوک کے تعلقات بتلائے عبودیت و معبودیت کا

Marfat.com

فرق ظاہر کر دیا اور پرستاران باطل کو خدائے واحد القہار کے سامنے جھکا دیا۔

یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورًا مبینا.

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
باغ عالم میں نئی چھب سے بہار آئی ہے
ہر چمن مرکز رنگینی و رعنائی ہے
رحمت حق کی دو عالم میں گھٹا چھائی ہے
عرش سے مژدہ نو باد صبا لائی ہے
صبح میلاد نبی کی ہے خوشی گلشن میں
خلد برکف ہے نسیم سحری گلشن میں

☆

تذکار ولادت

طلوع روشنی جیسے نشان ہوش کی آمد کا
ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا

انتظار کی ساعتیں ختم ہوئیں اور نور نبوت درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا سیدنا عبدالمطلب کی پیشانی چمکنے لگی اور آپ کے جسم سے مشک عنبر کی خوشبو مہکنے لگی۔ جب اہل مکہ پر کوئی مصیبت و مشکل آتی تو لوگ جمع ہو کر حضرت عبدالمطلب کو پہاڑ پر لے جاتے، ان کے وسیلہ سے دعا مانگتے تو نور نبوی کی برکت سے مشکلیں آسان اور مصیبتیں دور اور قحط دفع ہو جاتا تھا۔

ا۔ ابرہہ یمن سے مع اپنے لشکر جرار اور سفید ہاتھیوں کے خانہ کعبہ ڈھانے کے لئے آیا اور قریش کے اونٹ ہکا لے گیا۔ حضرت عبدالمطلب پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں نور نبوی ان کی پیشانی میں مثل ہلال چمکا اور اس کی جہانگیر روشنی سے بیت اللہ

Marfat.com

جگمگا گیا۔ حضرت عبدالمطلب نے ایک سفید ہاتھی کو طلب کیا جب ہاتھی سامنے لایا گیا اور اس کی نظر عبدالمطلب کی پیشانی پر پڑی تو ہاتھی سجدہ میں گر پڑا اور پکار اٹھا کہ:

''اے عبدالمطلب ! سلام ہو اس نور مقدس پر جو تمہاری پیشانی سے چمک رہا ہے۔''

پس اللہ عزوجل نے ابابیلیں بھیجیں جو مسور کی دال کے برابر تین تین کنکریاں لائیں اور لشکر ابرہہ کو تہہ و بالا کر گئیں۔ قرآن کریم میں اسی واقعہ کو بیان کیا گیا ہے:

الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل.

محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟

سبحان اللہ! الم یہ بتا رہا ہے کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حالات عالم کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تری جس پر نظر نہیں

۲۔ ایک روز حضرت عبدالمطلب آرام فرما رہے تھے، قسمت جاگی اور آپ نے خواب دیکھا کہ ایک درخت سرسبز و شاداب زمین سے نمودار ہوا اور طرفۃ العین میں اتنا بلند ہوا کہ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اور اس سے ایک نور عظیم چمکا کہ ضیائے آفتاب سے ستر حصہ زیادہ روشن اور عرب و عجم کو اس کے حضور سجدہ کناں دیکھا۔ کاہنوں سے خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تمہاری صلب سے وہ نیر رسالت و نبوت طلوع ہوگا کہ جس کی رسالت و نبوت، حکومت و شوکت، جاہ و منزلت، قدر و رفعت کا ڈنکا عالم میں بجے گا۔ القصہ نور نبوت پیشانی عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ میں جلوہ گستر ہوا۔ حضرت عبداللہ حسن و جمال میں یکتا تھے۔ نور محمدی نے ان کی قسمت کو جگا دیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بت خانہ سے گزرتے تو بتوں سے آواز آئی ''اے عبداللہ والد رسول! ہمارے قریب نہ آئیے کیونکہ نور محمدی تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے جو ہماری

Marfat.com

تباہی و بربادی کا باعث ہوگا۔ آپ جب جانوروں کا شکار کرنا چاہتے تو جانور آپ کے پاس آ جاتے اور صاف کہتے کہ اے عبداللہ! تمہاری پیشانی میں جو نور نبوت چمک رہا ہے ہم تو خود اس کے شکار ہیں۔ حضرت عبداللہ جس سوکھے درخت کے نیچے بیٹھ جاتے وہ درخت ہرا ہو جاتا۔ خشک جنگلوں سے گزرتے تو نور نبوی کی برکت سے وہ جنگل ہرا ابھرا اور سرسبز وشاداب ہو جاتا۔

۴۔ حضرت عبداللہ کے حسن کا یہ عالم تھا کہ قریشی عورتیں آپ پر فریفتہ ہوگئیں راہ میں کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کیا کرتیں اور اپنے دام میں پھنسانے کی تدبیریں کرتیں مگر اللہ نے ان کو نور نبوی کی برکت سے محفوظ رکھا۔ بعض لوگ اہل کتاب سے یہ معلوم کر کے کہ پیغمبر آخر الزمان کا ظہور حضرت عبداللہ سے ہوگا۔ آپ کے دشمن ہو گئے اور قتل کی تدبیریں سوچنے لگے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ جنگل میں تن تنہا تھے، دشمنوں نے گھیر لیا قتل کا ارادہ کیا کہ یکا یک غیب سے چند سوار نمودار ہوئے جنہوں نے دشمنوں کو فی النار کر دیا۔ اس واقعہ کو دہب زہری یعنی حضرت آمنہ کے والد دیکھ رہے تھے، اپنی بی بی سے کہا کہ میں نے عبداللہ سے عجیب آثار دیکھے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کر دوں۔

المختصر! طرفین کی رضامندی سے نکاح ہو گیا۔

جس رات نور نبوت آپ کی والدہ کو ملا اس شب ملکوت میں پکار دیا گیا کہ عالم کو انوار قدس سے روشن کر دیا جائے۔ رضوان کو حکم ہوا کہ جنت کی آئینہ بندی کی جائے اور در ہائے بہشت کھول دیئے جائیں اور تمام عالم کو خوشبو سے معطر کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے یہ تھا کہ:

كل دآبة لقريش نطقت تلك الليلة وقالت حمل رسول الله صلى الله عليه وسلم ورب الكعبة وهو امان الدنيا وسراج اهلها.

91019

Marfat.com

اس رات قریش کے تمام چوپاؤں نے کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم آسمان نبوت کے مہر تاباں حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کے پناہ اور جہان کے سورج ہیں۔

تو ہے خورشید رسالت پیارے
چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے
تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

آمنہ پاک فرماتی ہیں مجھ کو کوئی آثار حمل معلوم نہ ہوئے۔ جب چھ مہینے گزرے تو کسی نے خواب میں کہا کہ تیرے حمل میں بہترین اولاد آدم جلوہ گر ہے۔ اسی طرح ہر ماہ انبیاء کرام کے مقدس گروہ آپ کی والدہ ماجدہ کو ظہور قدسی کی بشارت سناتے رہے۔ جب ماہ ربیع الاول شروع ہوا تو عالم، انوار آسمان سے منور ہو گیا اور ساتویں رات سیدنا ابراہیم نے اور گیارہویں شب ایک منادی نے ندا کی ''آمنہ! تیرے بطن سے مولود کریم کا ظہور ہوگا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا جب آثار شروع ہوئے میں تنہا تھی۔ ایک خوفناک آواز میں نے سنی جس سے میں کانپ گئی پھر ایک فرشتہ بہ شکل مرغ سفید آیا جس نے اپنے پر میرے سینے پر ملے اور میرا خوف جاتا رہا۔

پھر ایک پیالہ شربت کا پایا جس کو میں نے سیر ہو کر پیا۔ میں نے دیکھا کہ عبدالمناف کی بیٹیاں میرے گرد کھڑی ہیں میں حیران ہو گئی۔ اتنے میں ان عورتوں میں سے ایک نے کہا میں آسیہ فرعون کی عورت، اور میں مریم بنت عمران ہوں۔ ہم سب بحکم خدا جنت سے تمہاری خدمت کے لئے آئی ہیں۔

یا رب صل وسلم دائمًا ابدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

تولد سے قبل اور بعد کے بعض عجائب: روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ کی ولادت کے وقت بعض حیرت انگیز کرشمہ ہائے قدرت ظاہر ہوئے چنانچہ محمد بن اسحاق کا بیان

Marfat.com

ہے کہ جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے بطن مبارک میں بصورت حمل مستقر ہوئے تو کسی نے خواب میں آ کر سیدہ آمنہ سے کہا کہ تم اس امت کے پیغمبر سے حاملہ ہوئی ہو جب یہ بچہ پیدا ہو تو یوں کہنا:

اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد.

میں اس مولود مسعود کو ہر حاسد کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔''

اور بتایا کہ اس بچہ کے ساتھ ایک نور نکلے گا جو مشرق و مغرب کو روشن کر دیگا۔ (سیرت ابن ہشام)

شام تک کے محلات کا جگمگا اٹھنا: حضرت ابن عباس نے محترمہ آمنہ خاتون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرا حمل نہایت سبک اور سہل تھا۔ میں نے ایام حمل میں یا وضع حمل کے وقت کوئی تکلیف نہیں اٹھائی اور نہ دوسری حاملہ عورتوں کیطرح کوئی گرانی محسوس کی۔ اور جب آپ شکم مادر سے سطح ارضی پر قدوم فرما ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور برآمد ہوا جس سے شام تک کے محلات اور گلی کوچے جگمگا اٹھے یہاں تک کہ بصری (واقع شام) کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ (تاریخ ابن کثیر)

غرض جو کچھ محترمہ آمنہ خاتون نے خواب میں دیکھا تھا وہی بعد میں عیاناً بھی دیکھ لیا۔ ان بیانات کی تائید خود حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی سے بھی ہوتی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جب میں ابھی شکم مادر ہی میں تھا تو میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں، بغوی نے شرح السنہ میں، ابن سعد نے طبقات میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

اس نور کے ظہور میں اس حقیقت کا اظہار تھا کہ آپ کی وساطت سے خلق خدا کو

Marfat.com

نور ہدایت نصیب ہوگا اور کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوں گی۔ اس نور کے شام اور بصرے تک کو روشن کرنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ شام کی سرزمین آپ کے حیطۂ اقتدار میں آئے گی۔ مولانا جامی نے اس مطلع انوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور افشانیوں پر کیا خوب کہا ہے۔

وصلی اللہ علی نور کزوشد نورہا پیدا
زمیں ازحب او ساکن فلک درعشق اوشیدا
ازودرہرتنے ذوقے وزودرہردلے شوقے
وزدبرہرزبان ذکرے وزودرہرسرے سودا
اگر نام محمد رانیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح ازغرق نجینا
زسر سینہ اش جامی الم نشرح لک برخواں
زمعراجش چہ می پرسی کہ سبحان الذی اسری

ستاروں کا زمین سے قریب ہوتے دکھائی دینا: عثمان بن ابوالعاص کا بیان ہے کہ مجھ سے میری والدہ فاطمہ بنت عبداللہ نے بیان کیا کہ جب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں اس رات آمنہ خاتون کے پاس تھی۔ اس وقت در و دیوار اور گھر کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جو منور نہ ہو۔ آسمان کے ستارے بچے کیطرف جھکتے اور زمین سے قریب ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں (تاریخ ابن کثیر)

آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ متولد ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند تھیں اور سبابہ سے اشارہ کر رہے تھے گویا کہ اس سے تسبیح پڑھتے ہیں۔ (الروض الانف)

پیدائش کے وقت سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد) یہ آپ کے علو ہمت اور عظمت شان اور آسمان سے وحی حاصل کرنے کی طرف اشارہ تھا۔ ایک علامت خصوصی یہ تھی کہ پیدائش کے بعد فوراً ہی گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ (تاریخ ابن کثیر)

Marfat.com

اور یہ فعل شاید اس امر پر دلالت کرتا تھا کہ آپ عالم سفلی میں پہنچتے ہی اپنے خالق کردگار عزوجل کے سامنے مودب بیٹھے۔

عبدالمطلب کا آپ کو کعبۃ اللہ لے جانا: تولد کے بعد محترمہ آمنہ خاتون نے حضرت عبدالمطلب کے پاس ولادت فرزند کی بشارت کہلا بھیجی اور پیغام دیا کہ آ کر اپنے پوتے کو دیکھ جایئے، عبدالمطلب فی الفور پہنچے اور آپ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے (عیون الاثر)

آپ کو اٹھا کر حصول برکت کے لئے بیت اللہ تشریف لے گئے اور آپ کے سود و بہبود کے لیے درگاہ رب العزت میں دعائیں مانگتے رہے اس کے بعد خدائے منعم کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ کو آپ کی والدہ محترمہ کے پاس واپس لے آئے۔ (سہیلی)

حسب روایات بیہقی قریش میں دستور تھا کہ جب کسی کے ہاں فرزند متولد ہوتا تو وہ اس غرض سے اپنی قوم کی عورتوں کے حوالے کر دیتا کہ اس کی نال کاٹ دیں حسب معمول آپ کی ولادت کے بعد عبدالمطلب نے عورتوں کو بلا بھیجا لیکن جب وہ صبح کے وقت آپ کو لے جانے کے لئے آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ نال کٹی ہے اور آپ آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ خواتین عبدالمطلب کے پاس گئیں اور یہ بتایا کہ ہم نے آج تک ایسا بچہ نہیں دیکھا تھا۔ عبدالمطلب نے کہا مجھے کامل یقین ہے کہ یہ بچہ کوئی بہت عظیم الشان ہستی ہے۔ (ابن کثیر)

ولادت نبوی کا اثر باطل پر: اس رات انوار زمین و آسمان تاباں اور ستارے مائل بہ زمین ہوئے۔ فارس کا آتشکدہ سرد ہو گیا۔ نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ملائکہ زمین پر اترے۔ جبرائیل و اسرائیل حاضر ہوئے۔ ایک علم مشرق میں ایک مغرب میں ایک کعبہ کی چھپ پر نصب کیا گیا۔ عرش وجد میں جھوم اٹھا۔ کعبہ سجدہ میں گرا۔ روئے زمین کے بت اوندھے گر گئے۔ تخت شیاطین الٹ گئے، ابلیس لعین مع اپنی جماعت کے کوہ بوقبیس پر اپنا سر ٹکرا کر آہ و نالہ کرنے لگا۔

الغرض دھومیں مچیں۔ آرزومندان جمال کی چشم تمنا وا ہوئی۔ نرگس منتظر کا فرش

Marfat.com

بچھا۔ رحمت الٰہی کا شامیانہ تنا۔ گلشن تمنا میں باد مراد چلی، بام کعبہ پر علم سبز نصب ہوا۔ کونین کے تاجدار کی آمد کا غلغلہ مچا۔ جہان نور سے معمور ہوا فرح وطرب نے عالم پر قبضہ کیا۔ شب غم نے بستر اٹھایا۔ صبح امید نے چہرہ دکھایا اور ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت ''صبح صادق'' نے طلوع فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں عبدالمطلب کے گھر عبداللہ کے فرزند خلیل اللہ کے نور نظر، کونین کے سردار، دارین کے تاجدار نے ہزاران ہزار جاہ وجلال پہلوئے آمنہ سے صحن عالم میں قدم رکھا۔ سلامی شلکیں سر ہوئیں۔ تشنگان جمال، شراب دیدار سے سیراب ہوئے۔ آفتاب حق طالع ہوا۔ نور الٰہی نے جلوہ فرمایا، موجودات نے مرحبا کہا۔ (خصائص کبرے)

طلوعِ اجلال: آمنہ پاک فرماتی ہیں کہ جب سرکار دو عالم نے میرے شکم سے طلوع اجلال فرمایا میں نے دیکھا کہ حضور سجدہ میں پڑے ہیں۔ پھر ایک سفید ابر نے آکر آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے، اور گوہر شاداب کی کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک منادی پکار کر کہہ رہا ہے:

قبض محمد علی مفاتیح ومفاتیح النبوة.

نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں اور نبوت کی کنجیاں سب پر محمد رسول اللہ نے قبضہ فرمایا۔

پھر ایک اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ آپ میری نگاہ سے غائب ہو گئے پھر روشن ہوئے تو کیا دیکھتی ہوں کہ سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے:

بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلها.

واہ وا! ساری دنیا محمد رسول اللہ کی مٹھی میں آ گئی۔

زمین وآسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

وہ ماہ عرب آج کعبہ میں چمکا
جو مالک ہے سارے عرب و عجم کا

Marfat.com

بخاری شریف میں ہے:

ولادت کی خوشی منانا: مشہور عدوِّ رسالت ابولہب بن عبدالمطلب جو سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اس کو آپ کی ولادت کی اتنی خوشی ہوئی تھی کہ اس نے اپنی وہ لونڈی جس نے اسے یہ مژدہ سنایا تھا فی الفور آزاد کردی۔

چنانچہ مروی ہے کہ جب اس کی لونڈی ثُوَیْبَۃ نے آکر اس کو بتایا کہ تمہارے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر خدا نے فرزند عطا فرمایا ہے تو اس نے عالم مسرت میں لونڈی سے کہا کہ:

"جا! میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔"

مرنے کے بعد حضرت عباس نے ابولہب کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ جہنم میں تمہارا کیا حال ہے؟...... بولا میں نے ثُوَیْبَۃ کو جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کا مژدہ سن کر آزاد کیا تھا۔ اس کی وجہ سے دوشنبہ کے دن میرے عذاب میں تخفیف ہو جایا کرتی ہے۔" (بخاری وغیرہ)

غور فرمایئے! ایک کافر جب حضور کی ولادت کی خوشی مناتا ہے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اگر مسلمان حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں عید میلاد النبی کے جلسے اور جلوس قائم کریں تو ان کو کتنا ثواب ملے گا!

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

در قربت حضرت مقدس — پیغمبر پاک راہبرم بس
گنجینہ کیمیائے سعادت — پیش از ہمہ پیشوائے عالم
نامش بسریر پادشاہی — توقیع سپیدی وسیاہی

☆

اخلاق نبوی کی ایک جھلک

دنیا کے سارے مذہبوں کی بنیاد اخلاق پر ہے اور اس عرصہ ہستی میں جتنے مصلح تشریف لائے سب نے یہی تعلیم دی کہ سچ بولنا اچھا ہے اور جھوٹ بولنا برا ہے لیکن

Marfat.com

مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بعثت ایک تکمیلی حیثیت رکھتی ہے خود آپ نے ارشاد فرمایا:

بعثت لاتمم حسن الاخلاق.

میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع کردیا ابھی آپ مکہ ہی میں تھے کہ ابوذر نے اپنے بھائی کو آپ کے حالات وتعلقات کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ انہوں نے واپس آ کر اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی تھی وہ یہ تھے:

رایته یامر بمکارم الاخلاق.

میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اخلاق حسنہ کی تعلیم دے رہے ہیں۔

حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا کر آپ کی نسبت تحقیق کی۔ اس وقت حضرت جعفر طیار نے جو تقریر کی اس کے چند فقرے یہ ہیں:

"اے بادشاہ! ہم لوگ جاہل تھے بتوں کو پوجتے، مردار کھاتے، بدکاریاں کرتے، ہمسائیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ اس اثنا میں ایک شخص (کریم) ہم میں پیدا ہوئے جنہوں نے تعلیم دی کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں، خونریزی سے باز آئیں، یتیم کا مال نہ کھائیں، ہمسائیوں کو آرام دیں، عفیفہ عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔"

چنانچہ قرآن حکیم نے لاکھوں مخالفوں اور اہل عناد کی بھیڑ میں ہمارے داعی حق اور دنیا کے آخری معلم اخلاق کی نسبت یہ اعلان فرمایا:

انک لعلی خلق عظیم.

محبوب تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حسنِ اخلاق: حسن اخلاق حضور پرنور سرور کائنات علیہ السلام کی ایک ممتاز صفت تھی۔ حضرت عائشہ، علی، انس رضی اللہ عنہم جو مدتوں خدمت نبوی میں رہے ہیں سب کا متفقہ بیان ہے کہ آپ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نکو سیرت تھے۔ چہرہ اقدس ہنس مکھ تھا، وقار و متانت سے گفت گو فرماتے تھے، کسی کی خاطر شکنی نہ فرماتے تھے۔

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ اکثر خدام خدمت اقدس میں پانی لے کر آتے تا کہ آپ ہاتھ ڈال دیں اور پانی متبرک ہو جائے۔ جاڑوں کا موسم اور صبح کا وقت ہوتا مگر پھر بھی حضور انکار نہ فرماتے تھے۔

نرمی خوئے لینت پہ دائم درود
گرمی شان سطوت پہ لاکھوں سلام

حسنِ معاملہ: معاملہ کی صفائی اور دیانت یہ بھی حضور علیہ السلام کی ایک خاص صفت تھی۔ نبوت سے قبل جن لوگوں کے ساتھ آپ کے تاجرانہ تعلقات تھے انہوں نے ہمیشہ آپ کے حسن معاملہ و دیانت کا اعتراف کیا ہے۔ نبوت کے اظہار کے بعد بھی گو قریش بغض و عداوت کے جوش سے لبریز تھے مگر پھر بھی حضور کا ہی دولت کدہ ان کے لیے مقام مامون تھا۔

ایک دفعہ ایک بدو آیا جس کا کچھ قرضہ آپ پر آتا تھا۔ بدو عموماً وحشی ہوتے ہیں۔ اس نے نہایت سختی سے گفت گو کی۔ صحابہ نے اس گستاخی پر اس کو ڈانٹا اور کہا تجھے معلوم ہے تو کس سے ہمکلام ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم کو بدو کا ساتھ دینا چاہیے تھا کیونکہ اس کا حق ہے۔ پھر آپ نے صحابہ کو اس کا قرضہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

عدل و انصاف: عدالت و صداقت حضور علیہ السلام کے خصائص عظمٰی میں سے ہے، باوجودیکہ آپ کو عرب کے سینکڑوں قبیلوں سے واسطہ پڑتا تھا۔ یہ آپس میں دشمن ہوتے تھے۔ اگر ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا دشمن ہو جاتا مگر سبحان اللہ! ان عظیم مشکلات اور پیچیدگیوں کے باوجود نبی کریم کے عدل و انصاف کا پلہ کسی طرف نہ جھکنے پاتا تھا۔

Marfat.com

ایک دفعہ ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ قریش اپنی عزت وعظمت و خاندانی شرافت کی بناپر یہ چاہتے تھے کہ یہ سزا سے بچ جائے۔ حضرت اسامہ بن زید نے خدمت نبوی میں سفارش کی۔ آپ کا چہرا سرخ ہو گیا۔ فرمایا!

اتشفع فی حد من حدود اللّٰہ.

اسامہ! خدا کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو!

پھر آپ نے خطبہ دیا جسمیں یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے تھے اور امراء سے درگزر کرتے تھے۔ (بخاری)

عدل وانصاف کا سب سے نازک پہلو وہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ نہ چھوٹنے پائے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے گردوپیش لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک شخص منہ کے بل آپ پر گر پڑا۔ دست اقدس میں ایک چھڑی تھی۔ آپ نے اس چھڑی سے اس کو چوکا دیا، اس کے خراش آ گئی، فرمایا مجھ سے انتقام لے لو۔ (ابن ہشام)

جود وسخا: جود وسخا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت تھی۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے خصوصاً رمضان کے مہینے میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔

ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ کی بکریوں کا ریوڑ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اس نے درخواست کی اور آپ نے تمام بکریاں اس کو عطا فرما دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا۔ اسلام قبول کر لو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہونے کی پرواہ نہیں کرتے۔ (بخاری)

نبی علیہ السلام کا معمول تھا کہ جو چیز آتی جب تک خرچ نہ ہو جاتی آپ کو چین نہ آتا بے قراری سی رہتی۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار مکان پر تشریف لائے۔ چہرہ اقدس مغموم تھا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ کل جو سات دینار آئے تھے شام ہو گئی مگر ابھی تک بستر پر پڑے ہیں۔ (مسند امام احمد حنبل)

Marfat.com

ایک بار عصر کی نماز کے بعد خلاف معمول فوراً مکان پر تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لائے لوگوں کو تعجب ہوا تو فرمایا کہ نماز میں خیال آیا کہ کچھ سونا گھر میں پڑا رہ گیا ہے۔ خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اور وہ سونا رہ جائے اس لئے گھر آ کر خیرات کر دینے کو کہہ آیا ہوں۔ (بخاری)

غزوہ حنین میں مال کثیر آیا آپ اس کو تقسیم فرما کر واپس آ رہے تھے کہ بدوؤں کو خبر لگی، دوڑ کر آئے لپٹ گئے کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیے۔ آپ ہجوم سے گھبرا کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئے مگر بدوؤں نے ردائے اقدس تھام لی۔ بالآخر اسی کشمکش میں جسم اطہر سے چادر مبارک ان کے ہاتھ آ گئی۔ فیاض عالم نے فرمایا میری چادر مجھ کو دے دو۔ خدا کی قسم جنگل کے درختوں کے برابر بھی اونٹ میرے پاس ہوتے تو میں تم کو دے دیتا اور مجھ کو بخیل نہ پاتے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں، مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

<u>ایثار:</u> حضور سرور کائنات کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں تھا اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا وہ ایثار تھا۔ اولاد سے آپ کو بے انتہا محبت تھی۔ سیدہ فاطمہ زہرا جب آتیں تو آپ فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے، پیشانی چومتے، اپنی جگہ بٹھاتے مگر اس کے باوجود ایثار کا یہ عالم تھا کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی آپ خود چکی پیستیں، پانی بھرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں چھل گئی تھیں مشک اٹھانے کے اثر سے شانہ پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایک دن خدمت اقدس میں حاضر آ ہوئیں خود تو بپاس ادب عرض نہ کر سکیں، جناب علی نے عرض کی اور

Marfat.com

درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک مل جائے۔ فرمایا ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا، جب تک ان کا انتظام نہ ہو جائے اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ (ابوداؤد)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ و حضرت زبیر کی صاحبزادیاں حاضر ہوئیں۔ عرض کی فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ایک ہمیں بھی عنایت فرمایئے، ارشاد فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔ (ابوداؤد)

اللہ اکبر! یہ تھا ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا ایثار زہد و قناعت' کہ باوجود اس کے کہ مال و دولت آپ کے قدموں میں پڑا رہتا تھا مگر اپنی ذات اور اپنی اولاد پر اس کو خرچ نہ فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے چادر پیش کی، آپ نے قبول کر لی، ایک شخص آیا اس نے کہا کیا اچھی چادر ہے آپ نے اتار کر ان کو دے دی اور مکان پر تشریف لے گئے، لوگوں نے کہا تم جانتے ہو۔ آپ کو چادر کی ضرورت تھی۔ یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس نے کہا مگر میں نے تو اس لئے چادر لی ہے کہ اس میں کفن دیا جاؤں اور برکت حاصل کروں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایثار نبوی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی تین روز تک متواتر سیر ہو کر گیہوں کی روٹی تناول نہ فرمائی۔

دو جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

شرم و حیا: صحاح میں ہے کہ آپ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ شرم و حیا کا اثر آپ کی ایک ایک مقدس و دلنواز ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ آپ نے کسی کے ساتھ بد زبانی نہیں کی۔ بازار میں تشریف لے جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔ تبسم کے سوا لب مبارک خندہ و قہقہہ سے بہت کم آشنا ہوتے تھے۔

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود

Marfat.com

اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

غرباء پروری: نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں، محتاجوں کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن اوفیٰ فرماتے ہیں:

لا یئالف ان یمشی الارملة والمسکین فیقضی له الحاجة.

بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ کو عار نہ تھی۔ (دارمی)

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

ایک دفعہ آپ نماز کے لئے تیار ہوئے، ایک بدو آیا، دامن اقدس تھام کر بولا، میرا ذرہ سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں پہلے اسے کر دیجئے حضور ملجا بیکساں اس کے ساتھ تشریف لے گئے اس کا کام سرانجام فرما کر پھر نماز ادا فرمائی۔

الغرض

غرباء پروری، بے کس نوازی، یہ سرکار کے اعظم اخلاق میں سے تھا اور در دولت پر سائلوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور آپ کی یہ شان تھی۔

آتا ہے غریبوں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں مرے منگتے کا بھلا ہو

عزم واستقلال: عزم راسخ و یقین محکم آپ میں بدرجہ اکمل موجود تھا چنانچہ اسلام کا ایک ایک کارنامہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم و استقلال کا مظہر اتم ہے۔ عرب کے کفرستان میں نبی علیہ السلام تن تنہا دعوت حق بلند کرتے ہیں۔ ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ مخالفت میں پہاڑ بن کے سامنے آ جاتا ہے لیکن وقار نبوت و عزم رسالت سے ٹھوکر

Marfat.com

کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور مخالفین کی تمام قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

کڑک تھی وہ بجلی کی یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ایک مرتبہ صحابہ نے کفار کی ایذاء رسانی سے تنگ آ کر عرض کیا سرکار ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے۔ یہ سن کر چہرہ اقدس سرخ ہو گیا۔ فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا اور ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں لیکن یہ آزمائش بھی انہیں مذہب سے برگشتہ نہ کرتی۔ قسم بخدا اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ کر رہے گا یہاں تک کہ صنعاء سے حضر موت تک ایک سوار بے خطر چلا آئے گا اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (بخاری)

مکہ میں رؤسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو انہوں نے حضور کے سامنے حکومت کا تخت زر و جواہر کا خزانہ، حسن کی دولت پیش کی۔ ان میں ہر ایک چیز بڑے سے بڑے بہادروں کے قدم ڈگمگا دینے کیلئے کافی تھی لیکن آپ نے نہایت ذلت کے ساتھ ان کی اس درخواست کو ٹھکرا دیا۔ بالآخر آخری مونس و ہمدم ابو طالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور و فکر کا آخری لمحہ اور عزم استقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپ نے جو کلمات فرمائے۔ عالم کائنات میں ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقہ تعبیر تھے آپ نے فرمایا:

"چچا! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج
اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے
اعلان حق سے باز نہ آؤں گا۔" (ابن ہشام)

بدر میں جب تین سو تیرہ بے سر و سامان مسلمان کفار کی ایک ہزار با ساز و سامان فوج سے معرکہ آرا تھے۔ قریش اپنے زور کثرت وصولت سے بپھر آئے تھے۔ اس وقت صحابہ کرام سمٹ سمٹ کر پہلوئے نبوی میں آجاتے تھے مگر بہ ایں ہمہ رسالت و نبوت کا کوہ وقار اپنی جگہ قائم تھا۔ (مسند احمد بن حنبل)

Marfat.com

غزوہ احد میں آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ ذرہ پہن کر تیار ہوئے تو صحابہ نے رک جانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا پیغمبر زرہ پہن کر اتارا نہیں کرتے۔ (بخاری)

غزوہ حنین میں جب کفار کے لشکر جرار تیروں کی بارش کر رہے تھے تو اکثر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے مگر حضور علیہ السلام کے عزم وثبات کا یہ عالم تھا کہ آپ اس انتہائی نازک اور خطرناک موقع پر بھی چند جانثاروں کے ہمراہ میدان میں جمے رہے۔ اس وقت زبان اقدس پر یہ رجز جاری تھا:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب.

میں نبی صادق ہوں، میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔"

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

شجاعت: یہ وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگ بنیاد ہے عزم واستقلال، حق گوئی، راست گفتاری، یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ نبی علیہ السلام کو سینکڑوں مصائب اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی پامردی اور ثبات کے قدموں نے لغزش نہ دکھائی۔ حضرت علی جن کے دست وبازو نے بڑے بڑے معرکے سر کیے تھے فرماتے ہیں کہ بدر میں جب زور کا رن پڑا تو ہم لوگ حضور ہی کی آڑ میں آ کر پناہ لیتے تھے، آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ بدر کی گھمسان لڑائی میں ۳۱۳ نہتوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے تو مرکز نبوت ہی کے دامن میں آ کر چھپتے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سب سے زیادہ شجاع تھے ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آ گئے۔ لوگوں نے مقابلہ کی تیاری کی مگر سب سے پہلے جو ذات کریم آگے بڑھی وہ حضور ہی تھے۔ آپ جلدی میں گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہوئے، تمام خطروں کے مقامات [illegible] لگایا اور واپس آ کر لوگوں کو اطمینان دلایا کہ کوئی

Marfat.com

خطرہ نہیں ہے ۔

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام
وہ چقاقاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

ایفائے عہد: یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی خصوصیت تھی کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ قیصر روم نے حضرت ابوسفیان سے اپنے دربار میں جو سوالات کئے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ کیا کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے بدعہدی بھی کی ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا نہیں۔ قیصر نے کہا میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کبھی کذب کے مرتکب ہوئے؟ تم نے کہا نہیں! مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء باندھتے تو آدمیوں پر افتراء باندھنے سے کب باز رہتے! (بخاری)

نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن ابی العمسا نے آپ سے کچھ معاملہ کیا اور آپ کو بٹھا کر چلے گئے کہ آ کر حساب کر دیتا ہوں۔ اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا۔ تین دن کے بعد آئے تو دیکھا کہ نبی علیہ السلام اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ (ابوداؤد)

رحم ورافت: دشمنوں کے حق میں بددعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے مگر نبی کریم علیہ السلام کے رحم ورافت کا یہ عالم تھا کہ آپ دشمنان جان کو بھی دعائے خیر سے یاد فرماتے تھے۔ جنگ احد میں دشمنوں نے پتھر پھینکے، تیر برسائے، تلواریں چلائیں، دندان مبارک شہید ہو گئے۔ لیکن ان سب حملوں کا وار رحمت عالم نے جس پر روکا وہ یہ دعا تھی:

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون.

اے اللہ! ان کو ہدایت دے یہ نادان ہیں۔

ہیں دعائیں سنگ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

Marfat.com

وہ طائف جس نے دعوت اسلام کا جواب تمسخر سے دیا تھا، وہ طائف جس نے پائے اقدس کو لہولہان کیا تھا ان کی نسبت فرشتہ غیب عرض کرتا ہے حضور! حکم ہو تو پہاڑ الٹ دوں۔ رحمت عالم نے فرمایا نہیں! دس بارہ برس کے بعد یہ ہی طائف دعوت اسلام کو جواب تیر و تفنگ سے دیتا ہے۔ جانثاروں کی لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! ان کے حق میں بددعا کیجئے! صرف حضور کی زبان مبارک کے حرکت دینے کی ضرورت ہے کہ یہ خاک و خون میں مل جائینگے مگر رحمت عالم دعا مانگتے ہیں۔

الٰہی! فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی! پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

راست گفتاری: راست گفتاری آپ کی ایک ایسی صفت تھی جس کا وجود ذات اقدس سے کبھی منفک نہ ہوا۔ آپ کی راست بازی اور سچائی، امانت اور دیانت کا مخالفین کو بھی اعتراف تھا۔ نبوت سے پہلے بھی ''امین'' کہلاتے تھے۔ اس وقت بھی لوگ آپ کی خدمت میں آ کر اپنے جھگڑے فیصل کراتے تھے اور اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے آپ کی راست بازی سے ابوجہل جیسے سخت دشمن کو بھی انکار نہ تھا۔

غزوہ بدر میں اخنس بن شریق نے ابوجہل سے پوچھا کہ اے ابوالحکم یہاں ہم تو دونوں ایک دوسرے کے راز دار ہیں سچ بتلاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچ بولتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں؟ ابوجہل۔ نے کہا اے ابن شریق! محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

جب نبی علیہ السلام کو پیش گاہ الٰہی سے اپنے اہل خاندان کو دعوت اسلام دینے کا حکم آیا تو آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر پکارا یا معشر قریش! جب سب جمع ہو گئے تو فرمایا اگر میں تم کو خبر دوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آ رہا ہے تو تم کو یقین آئے گا؟ سب نے کہاں ہاں! کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ (بخاری)

عفو و حلم: ارباب سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور علیہ السلام یہ فرمارہے تھے کہ لوگو! لا الہ الا اللہ کہو نجات پاؤ گے! ابوجہل پیچھے پیچھے تھا، خاک اڑاتا تھا اور بکتا تھا کہ ان کی باتیں تمہیں اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کردیں۔ یہ چاہے ہیں کہ تم اپنے دیوتاؤں

Marfat.com

لات وعزیٰ کو چھوڑ دو۔ مگر نبی علیہ السلام کا عفو وحلم اور بردباری تھی کہ آپ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ (مسند ابن احمد)

سب سے بڑھ کر طیش کا موقع وہ تھا جب کہ منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگائی تھی۔ حکومت وریاست حضور کے قبضہ میں تھی۔ اگر آپ چاہتے تو منافقوں کو قرار واقعی سزا دیتے مگر حلم نبوی کا عالم یہ تھا کہ منبر پر صرف یہ کلمات فرمائے ''اے مسلمانو! جو شخص میرے ناموس کے متعلق مجھے ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے؟ حضرت سعد بن معاذ غصہ سے بے تاب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ عرض کی سرکار نام بتائیں میں اس کا قلم کردوں۔ سعد بن عبادہ نے مخالفت کی اور دونوں طرف سے تلواریں کھنچ گئیں مگر آپ نے ازراہ کرم وعفو وحلم دونوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

زید بن سعد یہودی میعاد سے پہلے قرضہ مانگنے آ گیا اور بڑی گستاخی کے ساتھ حضور کی چادر اقدس کو کھینچ کر کہنے لگا عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ ایسے حیلے کرتے ہو۔ حضرت عمر غصہ سے بے تاب ہو گئے اور فرمایا او دشمن خدا! رسول کی شان میں گستاخی کرتا ہے؟ مگر نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمایا اس کا قرضہ ادا کر کے بیس صاع اور زیادہ دے دو۔

عفو ودرگزر: انسان کی ذخیرہ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب اور نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم عفو ودرگزر ہے۔ مگر رحمۃ للعالمین کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں تھی۔ جن لوگوں نے آپ پر ظلم وستم کئے تھے۔ ان سے بھی آپ نے انتقام نہیں لیا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے غزوہ احد میں آپ پر پتھر برسائے جس سے آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا:

انی لم ابعث لو اما و انما بعثت رحمة. (کنز الاخلاق)

میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت ورافت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

Marfat.com

کفار مکہ جنہوں نے تیرہ سال تک آپ کو اور آپ کے متبعین کو سخت ایذائیں پہنچائی تھیں۔ عبادت کرتے ہوئے آپ پر غلاظتیں پھینکیں، ہر قسم کی گستاخیاں کیں۔ آپ کے صحابہ کرام پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے، آپ کو وطن سے بے وطن کر دیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ لوگ آپ کے سامنے لائے گئے۔ اس وقت ان کو کامل یقین تھا کہ آج ہماری تمام بدسلوکیوں، شرارتوں اور ہمارے ظلم و ستم کا پورا پورا بدلا لیا جائے گا۔ آنحضرت نے ان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟

سب نے گردنیں جھکا کر دبی زبان سے کہا ''آپ رحم و کرم فرمائیں گے۔''

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اہل مکہ! میں تم سے کوئی بدلہ نہیں لینا چاہتا۔ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔''

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین.

(قرآن حکیم)

تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہارے گناہوں کا معاف کرے وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

قریش کی ستم گری و جفا کاری کی داستان دہرانے کی ضرورت نہیں، یاد ہو گا، شعب ابی طالب میں تین برس تک ان ظالموں نے آپ کو اس طرح محصور کیا تھا کہ غلہ کا ایک دانہ بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔ مسلمانوں کے بچے بھوک سے تڑپتے بلکتے روتے تھے اور یہ بیدردان کی آواز سن کر ہنستے اور خوش ہوتے تھے لیکن معلوم ہے رحمت عالم نے اس کے بدلے میں قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے رئیس ثمامہ جب مسلمان ہوئے تو کفار نے ان کو طعنہ دیا انہوں نے قسم کھالی کہ حضور کی اجازت کے بغیر اب ایک دانہ مکہ میں نہ پہنچ سکے گا چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا۔ قریش گھبرائے اور اس آستانہ کی طرف رجوع کیا جہاں سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں گیا۔ آپ کو رحم آ گیا اور حضرت ثمامہ رئیس یمامہ کو حکم دیا کہ غلہ کی بندش اٹھا لو۔ (بخاری)

<u>زہد و قناعت</u>: زہد و قناعت کا ایک مفہوم یہ لیا جا رہا ہے کہ انسان کے پاس کھانے کو نہ

Marfat.com

ہو اور پھر فقر و فاقہ اور تنگدستی کے ساتھ مجبوراً زندگی گزارے مگر حاشا وکلا نبی کریم کے زہد وقناعت، تواضع وانکساری کو اس باب سے کوئی تعلق نہ تھا اور آپ کا زہد اور اعراض عن الدنیا اختیاری چیز تھی مجبوری کو اس میں قطعاً دخل نہیں تھا۔

بخاری شریف باب الجہاد میں ہے کہ بوقت وصال آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں تین صاع میں گروی تھی۔ جن مبارک ومقدس کپڑوں میں آپ نے وصال فرمایا۔ ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔ اکثر موٹے اور بھیڑ کے بال کے بنے ہوئے کپڑے استعمال فرماتے تھے، بستر اقدس کمبل کا تھا، کبھی چمڑے کا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (بخاری)

اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تمام عرب آپ کے زیر نگیں تھا اور حدود شام سے لیکر عدن تک فتح ہو چکا تھا اور سرزمین مدینہ میں سیم وزر کا سیلاب آ چکا تھا مگر اس کے باوجود سادگی وزخرفات دنیوی سے بے زاری کا یہ عالم تھا کہ حضرت حفصہ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں نے شب کو بستر مبارک چارتہ کر بچھا دیا کہ ذرا نرم ہو جائے مگر صبح کو بیدار ہو کر آپ نے ناگواری ظاہر فرمائی۔ (شمائل ترمذی)

<u>دربار نبوت</u>: دربار نبوت بھی بادشاہوں کیطرح کا نہ تھا، نہ خیل وحشم تھے، نہ نقیب و چاؤش، مگر اس کے باوجود نبوت کا جلال اس شان کا تھا کہ ہر شخص پیکر تصویر نظر آتا تھا۔ صحابہ فرماتے ہیں ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں کہ ذرا حرکت کی اور وہ اڑ جائیں۔ (بخاری)

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے نصاریٰ کی طرح رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسی بناء پر اچھے اور قیمتی کپڑے بھی استعمال فرمائے ہیں مگر طبع اقدس کا اصلی میلان زخارف دنیویہ سے اجتناب تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں **لا یطوی له ثوب** یعنی کبھی سرکار کے لئے کپڑا طے کر کے نہیں رکھا گیا۔

یبیت اللیالی المتتابعة طاریاً هو واهله.

آپ اور آپ کے اہل وعیال متواتر کئی کئی رات کچھ نہ تناول فرماتے تھے۔

Marfat.com

پیہم دو مہینہ تک گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ ایک مرتبہ صحابہ نے خدمت نبوی میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول دیا کہ پتھر بندھا ہوا ہے۔ آپ نے اپنا شکم اطہر کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے تھے۔ (مسلم)

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا پڑا ہوا
اور سات دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

الغرض سرور انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی کئی دن کچھ تناول نہ فرمانا اور آپ کے اہل وعیال کا بغیر کھائے پیئے اوقات گزارنا اختیاری فعل تھا ورنہ حضور اگر چاہتے تو زمین سونا اور آسمان ہیروں اور جواہرات کا مینہ برسا دیتا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

یا عائشة لو شئت لصارت معی جبال الذهب.

عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ (بخاری)

اللہ اکبر! شہنشاہ کونین ہیں ہفت اقلیم کی سلطنت قدموں میں ہے۔ کارخانہ الٰہیہ کی باگ ڈور دست اقدس میں ہے۔ مملکت الٰہیہ کے خزائن کی کنجیاں جبریل بہ حضور نبوی پیش کر چکے ہیں مگر زہد وقناعت، تواضع وانکسار اور زخارف دنیاوی سے اس قدر بے رغبتی کہ۔

کبھی تھوڑی کھجوریں کھانا، پانی پی کر پھر رہ جانا
دو دو مہینے یوں ہی گزارہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
قبضہ میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں کتنی ہیچ ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم
کھانا جو دیکھو جو کی روٹی، بے چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

<u>بچوں پر شفقت</u>: شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔

Marfat.com

معمول تھا کہ سفر سے جب تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے بٹھا لیتے تھے۔

ایک دفعہ خالد بن ولید اپنی چھوٹی لڑکی کو خدمت اقدس میں لائے، بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلتے ہیں۔ حضور کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی ان کی نظر جو پڑی تو مہر نبوت سے کھیلنے لگیں، انؓ کے والد خالد نے ڈانٹا، آپ نے فرمایا کھیلنے دو۔ (بخاری)

مستورات کے ساتھ برتاؤ: عورت چونکہ ہمیشہ ذلیل رہی ہے اس لئے کسی نامور کے ذخیرہ اخلاق میں یہ نظر نہیں آتا کہ اس کا طریق معاشرت عورتوں کے ساتھ کیا تھا مگر حضور ہی ہستی کے وہ پہلے نقش ہیں جنہوں نے دادرسی فرمائی اور ان کو عزت و منزلت کے دربار میں جگہ دی۔ چنانچہ مستورات کے ساتھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت نہایت ہی رحم و رافت پر مشتمل تھی۔

ایک مرتبہ بہت سے قرابت دار بیٹیاں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں کہ اچانک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ سب عورتیں پردہ میں چھپ گئیں۔ حضور مسکرا دیئے۔ حضرت عمر نے سبب مسکراہٹ پوچھا تو فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ تمہاری آواز سن کر یہ آڑ میں چلی گئیں۔

پھر حضرت عمر نے عورتوں سے فرمایا اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو حضور سے نہیں ڈرتیں؟ سب عورتوں نے کہا تم حضور کی نسبت سخت مزاج ہو۔ (بخاری)

رحمت عامہ: حضور نبی کریم کی ذات اقدس عالم کے لئے رحمت تھی۔ اس لئے آپ کے ذخیرہ اخلاق میں رحمت و رافت کے دریا جوش مارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ عادت کریمہ تھی کہ کسی کے لئے بددعا نہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے عرض کی سرکار! فلاں کے لئے بددعا کیجئے آپ کا چہرہ منور سرخ ہوگیا فرمایا میں لعنت کے لئے نہیں رحمت کے لئے آیا ہوں۔

آپ نے دنیا کو پیغام دیا:

Marfat.com

لا تاغضو ولا تحاسدوا ولا دابرواو کونو عباد اللّٰہ اخوانا.

ایک دوسرے پر بغض وحسد نہ کرو اور نہ منہ پھیرو اور اے خدا کے بندو، آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

خلق کے دارس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

رقیق القلبی: حضور علیہ السلام نہایت نرم دل اور رقیق القلب تھے۔ مالک بن حویرث ایک وفد کے رکن بن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کو بیس دن تک مجلس نبوی میں شرکت کا شرف حاصل ہوا وہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رحیماً رقیقا.

حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے۔

لطف طبع: طبع اقدس میں لطافت بھی تھی۔ کبھی کبھی ظرافت کی گفت گو فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بڑھیا حاضر خدمت ہوئیں عرض کی سرکار! میرے لئے دعا فرمایئے کہ مجھے بہشت نصیب ہو۔ فرمایا بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ ان کو صدمہ ہوا، واپس جانے لگیں، فرمایا ان سے کہہ دو بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر! (شمائل ترمذی)

☆

حلیہ اقدس

وہ حسن ہے ٹھہرنا نظر کا محال ہے
دیکھے رخ نبی کے تاب مجال ہے

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم حقیقت ومعرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن، روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا تھا اور آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر نظریں خیرہ ہو گئیں اور جس کا مشاہدہ کر کے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا:

Marfat.com

لم ارقبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم.

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان سے بعد۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یوسف اخی صبیح وانا ملیح.

یوسف میرے بھائی حسین تھے اور میں نمکین حسن والا ہوں۔

پھر امت کا اس پر اجماع بھی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل حسن۔ اس لئے آپ حسن مطلق اور حسن کل تھے اور حسن یوسف حسن نبوی کی ایک تابش تھی اور دنیا کے حسین حسن محمدی کی ایک جھلک ہیں۔

جمال روئے ترا ہر کہ دید حیران شد
چہ صورتسیت ترا لا الہ الا اللہ

<u>حسن نبوت</u>: سرکار دو عالم کے حسن بے مثال کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام یہ جملے بھی اپنی زبان پر لایا کرتے تھے:

ما رایت شیئاً احسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی:

صبيح الوجه كريم الحسب حسن الصوت.

خوبصورت چہرے والے، عمدہ حسب والے، نفیس آواز والے تھے۔

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر جب مسرت و خوشی کے آثار طاری ہوتے تو آپ کا چہرہ اقدس ایسا روشن ہو جاتا کانه قطعتر قمر (حوالہ مذکور) ”گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔“

حضرت ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ اگر تم لوگ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو ایسا معلوم کرتے جیسے:

الشمس طالعة.

(افق سے) سورج طلوع کر رہا ہے۔

Marfat.com

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک:

مثل الشمس والقمر مستدیرًا.

چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔ (مسلم شریف)

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

<u>چہرہ اقدس:</u> حضور علیہ السلام کا چہرہ اقدس گولائی کے ساتھ کسی قدر طویل تھا۔ رونق حسن کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چودھویں رات کا چاند طلوع کر رہا ہے۔ خوشی و مسرت کے وقت چہرہ مبارک میں آئینہ کیطرح اشیاء کے عکس نظر آتے تھے رنگ گورا چٹا سفید تھا جس میں سرخی تھی اور سنہری شعاعیں نکلتی تھیں۔ آپ کا چہرہ اقدس اتنا روشن و منور تھا کہ چاند اور سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند تھی۔ چہرہ مصطفیٰ جلال و جمال ایزدی کا مظہر تھا اور اس میں اتنی ملاحت تھی کہ جس کی تعریف و توصیف سے زبان عاجز اور قلم مجبور ہے خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حیران تھے کہ آپ کے چہرہ مبارک کے حسن و جمال کو کس طرح بیان کریں اور کس چیز کے ساتھ تشبیہ دیں ایک چاند پر نظر پڑی۔ سورج کو دیکھا کہ بہت خوبصورت اور روشن ہے کہہ دیا کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن تھا مگر یہ تشبیہ صرف تشبیہ تھی ورنہ۔

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو
میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں چہرہ نبوی کے حسن کا یہ عالم تھا:

کان الشمس تجری فی وجهه.

گویا کہ سورج آپ کے چہرہ میں جاری ہے۔

اذا ضحک یتلالأ فی الجدر.

جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک:

مثل الشمس والقمر وکان مستدیرًا.

Marfat.com

چاند و سورج کیطرح روشن و منور اور گول تھا۔

حدیث ابن ہالہ میں ہے کہ آپ کا چہرہ منور:

یتلأ لئا وجهه تلاء لئا القمر لیلة البدر.

اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کا چاند دمکتا ہے۔

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلال عید ابروئے حبیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کلام فرماتے:

روی کالنور یخرج من بین ثنایاہ.

تو آپ کے اگلے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آتا تھا۔

حضرت ابی قرصافہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضور سے بیعت کر کے واپس ہوئے تو راستہ میں میری والدہ نے آپ کے متعلق کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ حسین چہرہ والا، نفیس اور پاک کپڑوں والا، نرم کلام والا نہیں دیکھا۔

ورائینا کالنور یخرج من فیه.

اور میں نے دیکھا کہ دہن اقدس سے نور کا فوارہ جاری ہے۔

رخ مصطفیٰ: چاند سورج اور ستارے روشن ہیں، منور ہیں ایک جہاں کو روشن کر رہے ہیں مگر رخ مصطفیٰ، اللہ اکبر! اس کی تابش کی کس میں مجال ہے؟ ستارے اس کی روشنی کے سامنے خجل اور چاند و سورج اس کی براقت کے سامنے ماند ہیں'

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز نے خوب فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ چاند ستارے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کا نور ان کی چمک دمک اپنی ذات ہے! حاشا، سید المرسلین نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب غسل فرمایا اور آپ کے تلووں کا جو دھوون بچا چاند اور ستاروں نے اپنی کٹوریوں کو اس نوری غسالہ سے بھر لیا، بس پھر کیا تھا روشن و منور ہو گئے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے   وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی   کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

سبحان اللہ! چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب کہ چودھویں کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا۔ افق عالم کو روشن و منور کر رہا تھا اور مدنی تاجدار سرکار ابد قرار دو عالم کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کا دھاری دار جبہ مبارک زیب تن فرماتے تھے:

فجعلت انظر الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم والیٰ القمر مرۃ.

تو میں نے ایک نظر مدنی چاند پر اور ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور دونوں کو موازنہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے۔

خورشید تھا کس زور پر، کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نیز فرماتے ہیں کہ:

فاذا ھو احسن عندی من القمر.

تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضور محبوب کبریا چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں چاند میں میل تھا حضور میل سے منزہ تھے۔

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

<u>نوری شمعیں</u>: امام ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت حسن علیہ السلام حضور کی خدمت میں تھے، رات ہو گئی، تاریکی چھا گئی۔ حضور نے فرمایا حسن جاؤ اپنی والدہ کے پاس! ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کی سرکار انہیں میں پہنچا آؤں، فرمایا نہیں!

فجاء ت برقۃ من السماء فمشی فی ضوء ھا حتی بلغ الیٰ امہ.

Marfat.com

اتنے میں آسمان سے ایک روشنی پیدا ہوئی اور اس روشنی میں حضرت حسن اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

سبحان اللہ! دنیا کے بادشاہ بجلی کے بلب جلا کر روشنی کرتے ہیں اور وہ بجلی کے محتاج ہیں مگر حضور سید المرسلین علیہ السلام کی نرالی شان ہے۔ یہاں ان مادی شمعوں کی ضرورت ہے نہ کسی برقی قوت کی۔ یہاں تو قدرت انتظام کرتی ہے اور آپ کے فرزندوں کے لئے قدرتی نرالی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں۔

صحابہ کی لاٹھیاں: امام ابونعیم حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں صحابہ کرام خدمت نبوی سے اپنے گھروں کو جاتے تو صحابہ کی لاٹھیاں شمع بن جایا کرتی تھیں اور ان کی روشنی میں صحابہ تاریک راستوں کو طے کرتے تھے۔

ایک صحابی ابوسعید خدری کہتے ہیں:

كانت ليلة مطيرة فَلَمَّا اخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم برقت برقة.

اندھیری رات میں جب حضور مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو آسمان سے چمک پیدا ہوتی اور اس کی روشنی میں راستہ صاف نظر آنے لگتا۔

یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم منور اور آپ کا چہرا اقدس اس قدر روشن و منور تھا جیسے آفتاب طلوع کر رہا ہے۔ آپ کے جسم مبارک کی چمک دمک سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔ آپ کے تبسم کے وقت وندان سے وہ نور چھنتا تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس روشنی میں اپنی گمشدہ سوئی تلاش کر لیتی تھیں۔

خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان الشمس تجرى فى وجهه.

گویا کہ آفتاب چہرہ اقدس رواں ہے۔

اذا ضحک يتلالأ الجدر.

Marfat.com

جب آپ تبسم فرماتے تھے تو دندان مبارک کے نور سے دیواروں پر روشنی چھا جاتی تھی۔

اس لئے ان شمعوں کا روشن ہونا اور آسمان سے چمک کا پیدا ہونا صرف اعزاز واکرام مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے تھا۔

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

رخسار مبارک: حضور کے رخسار منور بھی پر انوار تھے۔ صفحہ رخسار پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ ایک صحابی وصف رخساران الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کان ماء الذهب تجری فی صفحته خده صلی الله علیه وسلم. (مواہب لدنیہ)

گویا کہ صفحہ رخسار پر سونے کا پانی چھلک رہا ہے۔

غرضیکہ چہرہ نبوی حسن و جمال، خوبی و کمال کا معدن تھا اور آپ نمکین حسن، عمدہ حسب، اچھی آواز والے تھے اور بے مثل نے آپ کے ہر عضو کو بے مثل بنایا تھا اور خامہ قدرت نے بذات خود آپ کی تصویر کو سنوارا تھا۔ مجدد وقت حضرت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی نے خوب فرمایا ہے۔

خامہ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

دندان مبارک: حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک موتیوں کی طرح سفید اور چمکدار تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم افلج الثنتین اذا تکلم رای کالنور یخرج من بین ثنایاه.

حضور علیہ السلام جب کلام فرماتے تو آپ کی دانتوں کی کشادگی سے ایک نور چھنتا تھا۔ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:

اذاضحک یتلا لا فی الجدر لم ارمثله قبله و لا بعده.

جب آپ تبسم فرماتے تو دیواروں پر عکس پڑتا تھا۔ میں نے حضور جیسا نہ آپ سے قبل دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

بے مثلی حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیونکر ہو
نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی ترا ہم پایہ پایا

لب مبارک: حضور علیہ السلام کے لب مبارک نہایت خوبصورت تھے، مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضور کے لب مبارک:

احسن عباداللّٰہ شفتین.

اللہ کے تمام بندوں سے اچھے تھے۔

عادت کریمہ تھی کہ لب وہاں خوب کھول کر فصاحت و وضاحت سے گفت گو فرماتے تھے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب آپ کے لب مبارک جنبش میں آتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ منہ سے نور برس رہا ہے لب مبارک سے جو کلمات برآمد ہوتے ان میں فصاحب و بلاغت اور شیرینی ہوتی تھی۔ لب ہائے مبارک کی ایک جنبش سے سینکڑوں مردہ دل زندہ ہو جاتے تھے اور جان کے دشمن، خون کے پیاسے، غلام بن جاتے تھے۔

لب مبارک کا اعجاز: ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں بیمار ہو گیا اور شدت مرض میں یہ دعا کر رہا تھا کہ الٰہی! اگر وقت آ گیا ہے تو موت دے دے اور اگر زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگی میں وسعت دے۔ میرے یہ کلمات حضور نے سن لئے:

فضربه برجله وقال اللهم عافه او اشفه قال مما اشتکیت وجعی بعد. (ترمذی)

اور ٹھوکر ماری اور فرمایا الٰہی! ان کو عافیت دے یا شفا دے پھر اس کے بعد مجھے اس مرض کی کبھی شکایت نہ ہوئی۔

اللہ اکبر! لب جاں بخش کے ہلاتے ہی شفا ہو گئی اور ٹھوکر سے بیمار کو تندرست

Marfat.com

کر دیا۔

درختوں کی اطاعت: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبوت کی تصدیق کے لئے دلیل مانگی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اس درخت خرما کے خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری گواہی دے گا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لب جاں بخش کو ہلایا۔ وہ خوشہ درخت سے اترنے لگا اور اس نے اتر کر آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ پھر آپ نے فرمایا:

ارجع فعاد فاسلم الاعرابی. (ترمذی)

واپس لوٹ جا! وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور اعرابی مسلمان ہو گیا۔

☆

زبان مبارک

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس زباں کی فصاحت پر لاکھوں سلام

محبوب رب العالمین کی زبان مبارک نہایت فصیح و بلیغ اور شیریں تھی۔ آپ کے خطبات میں قدرتی تاثیر تھی پتھر دل آپ کے خطبہ کو سن کر موم ہو جاتے تھے اور فصحائے عرب آپ کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ حضور نے کسی مکتب و درس گاہ میں تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر اس کے باوجود۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اس ماہ طیبہ نے بتلا دیا ایک اشارے میں

عرب کے بڑے بڑے شاعر، ادیب، فلاسفر، سیاست دان جب خطبات نبویہ پر غور کرتے تو حیران ہو جاتے اور ان کو آپ کے مقابل لب کشائی کی جرات ہی نہ ہوتی تھی۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

Marfat.com

صدیق اکبر کا اعتراف: اسی لئے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور میں نے عرب کا دورہ کیا ہے۔ بڑے بڑے فصحاء سے ملاقات کی ہے لیکن آپ سے زیادہ فصاحت کسی میں نہ پائی حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ادبنی ربی. (خصائص کبریٰ)

مجھے میرے رب نے ادب سکھایا۔

نبی امی: انہی معنوں میں حضور کو امی کہا جاتا ہے کہ آپ کی زبان مبارک جن علوم و معارف کے دریا بہاتی تھی اور علم و معرفت کے جو کلمات آپ کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوتے تھے یہ سب وہبی تھے کسبی نہ تھے اور اللہ نے آپ کو وہ علم و معرفت عطا فرمایا تھا جس کے حضور سب کی زبانیں گنگ تھیں۔

امام طبرانی ابی قرصافہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جب حضور کے ہاتھ پر بیعت کی تو میری والدہ اور خالہ نے واپس لوٹ کر کہا کہ حضور سے زیادہ خوبصورت ہم نے کسی کو نہ دیکھا اور آپ سے زیادہ ستھرے کپڑے کسی کے نہ پائے۔

ولا الین کلا ماورا اینا کالنور یخرج من فیه. (خصائص کبریٰ)

آپ سے زیادہ نرم کلامی کسی میں نہ پائی۔ ہم نے دیکھا کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے نور آپ کے منہ سے نکل رہا ہے۔

عظمت زبان: حضور علیہ السلام کی زبان کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ یہ وہی زبان مبارک ہے جو حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر رب العالمین سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتی ہے۔

اور آپ کی گفتگو کے متعلق قرآن کریم اعلان کرتا ہے:

ما ینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی. (قرآن)

یہ اپنی طرف سے نہیں بولتے ان کا بولنا وحی الٰہی ہے۔

یعنی زبان نبوت منشاء ایزدی ترجمان ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کی زبان اقدس کی حکومت کائنات کے ہر ذرہ پر ہے اور ملک السموات والارض کا ہر ذرہ آپ کے

Marfat.com

حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

زبان مبارک کا معجزہ: حضرت زبیر بن بکار اس روایت کو پوری سند سے تخریج کرتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد میں حضور علیہ السلام نے ایک چشمہ پر نزول اجلال فرمایا صحابہ نے عرض کی حضور اس چشمہ کا نام بیسان ہے اس کا پانی کھاری ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

بل هو نعمان وهو طيب فغير رسول الله صلى الله عليه وسلم الاسم وغير الله الماء. (حجۃ اللہ ص ۴۳۴)

نہیں اس کا نام نعمان ہے اس کا پانی میٹھا ہے صحابہ کہتے ہیں کہ حضور نے چشمہ کا نام بدل دیا اور اللہ تعالیٰ نے پانی کا ذائقہ بدل دیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ چشمہ کا نام بیسان تھا پانی بھی کھاری تھا لیکن زبان نبوت کے فرما دینے سے اللہ نے اس چشمہ کے پانی کو میٹھا کر دیا آخر کیوں؟

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حضرت حسن کی پیاس: ابن عساکر ابو جعفر سے راوی ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے ہمراہ تھے۔ حضرت حسن کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی۔ حضور نے پانی طلب فرمایا مگر دستیاب نہ ہوا۔

فاعطى لسانه فمصه حتى روى. (خصائص کبریٰ)

حضور علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک حضرت حسن کے منہ میں دیدی انہوں نے چوسی اور سیراب ہو گئے۔

زبان مبارک کی عجیب برکت: امام ابو نعیم و بیہقی حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی نے بیان فرمایا کہ میں ایک یہودی کا غلام تھا۔ یہودی نے مجھے چالیس اوقیہ سونے کے عوض آزاد کرنے کا وعدہ کیا۔ مجھے فکر ہوئی کہ اتنا سونا کہاں سے لاؤں گا! آخر حضور علیہ السلام نے مجھے مرغی کے انڈے

Marfat.com

کے برابر سونا عطا فرمایا: ''جا اسے دے کر آزاد ہو جا!''

میں نے عرض کی سرکار! یہ سونا تو چالیس اوقیہ نہیں ہے!

فاخذها وقلبه علی لسانه وقال خذها فان الله سيؤدی عنک قال سلمان فوزنت لهم اربعين اوقيةً وبقی عندی مثل ما اعطيتهم. (حجۃ اللہ علی العالمین)

یہ سن کر حضور نے وہ سونے کا ٹکڑا میرے ہاتھ سے لے لیا اور اس پر اپنی زبان مبارک لگا دی اور فرمایا کہ جا! اب اسی سونے سے تیرا قرض اتر جائے گا سلمان کہتے ہیں کہ میں نے اسی سونے سے چالیس اوقیہ اس یہودی کو دے دیا اور میرے پاس اتنا ہی رہ گیا۔

ناظرین! یہ سونا چالیس اوقیہ نہ تھا مگر حضور کی زبان مبارک کے لگتے ہی اس میں اتنی برکت ہو گئی کہ اسی سونے سے حضرت سلمان نے اپنا قرض بھی اتار دیا اور اسی مقدار میں ان کے پاس بچ گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تھوڑی سی چیز کو زیادہ فرمانے پر بھی قادر ہیں۔ کیا ہمسری کے دعویداروں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے؟

گستاخان بارگاہ نبوی کا انجام: امام بخاری حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن ابو العاص دربار نبوت میں بیٹھتا تو استہزاء حضور کی نقلیں اتارتا تھا۔ ایک دفعہ یہ خبیث اسی طرح اپنے منہ کو ہلا رہا تھا کہ حضور نے فرمایا:

کن کذلک فلم يزل يختلج حتی مات. (خصائص)

ایسا ہی ہو جا! چنانچہ مرتے دم تک اس کا منہ ایسے ہی ہلتا رہا۔

ناظرین! یہ جلال مصطفیٰ تھا، حضور کو جلال آ گیا یعنی رب کی شان جلالی کا ظہور ہوا۔ سرکار نے فرمایا ایسا ہی ہو جا! کن فرمایا اور اس کو ایسا ہی ہونا پڑا، ورنہ حضور تو رحمت مجسم ہیں کبھی کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتے۔ دشمن پتھر مارتا ہے اور پھول سی دعا لے کر جاتا ہے۔

ہیں دعائیں سنگ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

Marfat.com

کیا دیکھا نہیں، دو جہان کے مالک نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب یہ مقدس پیشانی بارگاہ الٰہی میں جھکتی ہے۔ تو خبیث عتبہ اونٹ کی اوجھڑی پشت انور پر رکھ دیتا ہے۔ آپ کے پھول کے قدموں کو تکلیف پہنچانے کے لئے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ کافر تکالیف کے پہاڑ توڑتے ہیں مگر اللہ اکبر! کل جہان کے شہنشاہ کی منور پیشانی پر بل تک نہ آتا بلکہ ایسے دشمنوں کے لئے یہ دعا کی جاتی کہ

الٰہی! فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی! پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

کیا عتبہ اور طائف کے موقعہ پر سنگباری کرنے والوں کے لئے کوئی حکم نہیں ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا تھا اور ضرور حضور ان کو ان کے کئے کی کوئی سزا دے سکتے ہیں مگر وہاں شان رحمت کا ظہور تھا اس لئے ان کے متعلق کوئی حکم نہ فرمایا، لیکن یہاں دیکھئے کہ حکیم ابن ابو العاص منہ چڑاتا ہے فوراً دربار رسالت سے حکم ملتا ہے کہ کن کذلک، تیرا منہ ایسا ہی ہلتا رہے۔ چنانچہ اس کا ناپاک منہ مرتے دم تک ہلتا رہتا ہے۔ غرضیکہ حضورؐ کو کافروں نے تکالیف پہنچائیں، تو اسے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حضور معاذ اللہ مجبور و لاچار تھے۔ نہیں بلکہ رحمت عالم ہیں ورنہ کائنات کا ہر ذرہ حضور کے حکم کا تابع فرمان ہے اور آپ خدا کے گھر کے مختار ہیں۔

مختار ہے کبریا کے گھر کا
مصداق ہے افضل البشر کا

امام بیہقی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن سرح تھا۔ وحی لکھنے کی خدمت اس کے سپرد تھی۔ کچھ دن بعد وہ مرتد ہو گیا اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں جو چاہتا لکھ دیتا۔ جب یہ مرا تو حضور نے فرمایا:

ان الارض لا تقبله فدفن فلم تقبله الارض. (خصائص ج ص ۷۸)

اب اس کو زمین قبول نہ کرے گی چنانچہ زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

بخاری کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس کے ... نے جب اس کی لاش قبر

Marfat.com

سے باہر دیکھی تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ اصحاب رسول کا کام ہے چنانچہ اس کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہی منظر سامنے تھا آخر انہوں نے تین بار گھرے گڑھے کھود کر اس کو دفن کیا مگر ہر مرتبہ لاش قبر سے باہر ہی نکل آتی تھی۔ جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ صحابہ کرام کا کام نہیں ہے تو اس کی لاش اسی طرح زمین پر چھوڑ دی۔

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ زمین حضور کی تابع ہے اور آپ کی زبان مبارک سے جو فرمان نکلتا ہے۔ عالم سفلی وعلوی کا ہر ذرہ اس کی تعمیل کرتا ہے سچ ہے۔

تو جو للکار دے آتا ہوا الٹا پھر جائے
تو جو چمکار لے ہر پھر کے ہو تیرا تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ و زد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

آواز مبارک: زبان مبارک کے بقیہ خصائص و برکات مصنف کتاب ہذا کی تالیف ''جامع الصفات'' میں پڑھیے۔

حضور کی آواز مبارک نہایت دل کش اور خوش کن تھی۔ انسان تو انسان درندے اور چرندے بھی آپ کی آواز سے سرور حاصل کرتے تھے۔ حدیث میں آپ کی آواز کے متعلق:

حسن النعم.

خوش آواز۔

کے لفظ آئے ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کو حضور سے زیادہ خوش آواز نہ دیکھا۔ آواز میں ایک خوبی یہ تھی کہ دلنشیں ہونے کے علاوہ ہر بڑے مجمع میں سب کو یکساں پہنچتی تھی۔

آواز کی بلندی: آپ کی آواز بلند تھی اور اس میں معجزہ یہ تھا کہ جب آپ اپنی مسجد میں خطبہ فرماتے تھے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں حضور کے خطبہ کی آواز سن لیا کرتی تھیں۔

Marfat.com

امام بیہقی حضرت براء سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا:

حتی اسمع العوائق فی خدورھن. (خصائص ج ص ٦٦)

آپ کے خطبہ کو پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں میں سن لیا۔

ابونعیم وبیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ:

فسمع عبدبن رواحۃ وھو فی بنی غنمٍ فجلس فی مکانہ.

(خصائص ج ص ٦٦)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز عبد بن رواحہ نے جو قبیلہ بنی غنم میں تھے سن لی اور عبداللہ حکم کی تعمیل میں وہیں بیٹھ گئے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی آواز مبارک اتنی بلند و بالا تھی کہ کسی دوسرے کی آواز اتنی دور نہ پہنچتی تھی۔

مردہ زندہ فرمادیا: امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے عرض کی سرکار! اگر آپ میری لڑکی کو زندہ کردیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور اس کے ہمراہ اس کی لڑکی کی قبر پر پہنچے اور:

یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک.

اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی، لڑکی زندہ ہوگئی۔

دیکھئے! حضور کی آواز بھی بے مثل و بے نظیر ہے۔ حضور کی آواز مردے زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور ہماری آواز سے تنکا بھی نہیں ہل سکتا۔

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

❁❁❁

Marfat.com

چشمانِ مقدس

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نورانی آنکھیں نہایت خوشنما بے حد خوبصورت تھیں۔ آنکھوں کی پتلی سیاہ تھی۔ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے آنکھوں کی سپیدی میں سرخ ڈورے تھے جن کو علاماتِ نبوت میں شمار کیا گیا ہے۔ سفرِ شام میں ایک راہب نے حضرتِ میسرہ سے یہ معلوم کرکے کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی اور کہا تھا کہ یہ علامت کتبِ قدیمہ میں بھی موجود ہیں۔

بھنویں: حضور کی بھنویں نہایت خوبصورت اور خمدار تھیں۔ دور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ دونوں گوشۂ ابرو ملے ہوئے ہیں مگر حقیقت یہ نہ تھی۔ قریب سے دیکھنے میں ہر گوشہ ایک دوسرے سے جدا معلوم ہوتا تھا اور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خوبصورت نورانی آنکھیں اللہ عزوجل کو بے حجاب و بے نقاب دیکھنے والی آنکھیں عین ذات کا مشاہدہ کرنے والی آنکھیں، حریم خلوت گاہِ قدس میں پہنچ کر جمال ذات حق جل مجدہ کا معائنہ کرنے والی آنکھیں، روشن ومنور آنکھیں، عالم کی نگہبان آنکھیں، سرگیں آنکھیں، بے شمار رحمتوں، برکتوں اور خصوصیتوں کی حامل آنکھیں۔

اندھیرا حجاب نہیں: وہ آنکھیں جن کے لیے اندھیرا حجاب نہیں۔ جو ساری کائنات کو محیط اور سارے عالم کو مثل کفِ دست دیکھ رہی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

یری فی الظلماء کما یری فی الضوء. (بیہقی، خصائص ج ۱ ص ۶۱)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یری باللیل فی الظلمة کما یری فی النهار فی الضوء. (ایضاً)

حضور رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں۔

<u>یکساں دیکھنا:</u> وہ نورانی آنکھیں جو آگے پیچھے یکساں دیکھتی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کیا کرو۔

فانی اراکم من امامی من خلفی. (مسلم)

کیونکہ میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

حاکم وابونعیم وامام عبدالرزاق اپنے جامع میں حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں حضور نے فرمایا:

فانی لانظر الی ماورائی کما انظر الی مابین یدی.

(خصائص کبریٰ ص ۶۱ ج ۱)

میں اپنے پیچھے بھی اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے آگے۔

<u>خلاصہ:</u> دیکھئے حضور نبی کریم کی مقدس نورانی آنکھیں کیسی بے مثل و بے نظیر ہیں ان کے لیے اندھیرا حجاب نہیں کیونکہ نور کے لیے کوئی چیز حجاب نہیں بن سکتیں۔

<u>قلوب کی کیفیات:</u> وہ مقدس آنکھیں جن سے بنی نوع انسان کی قلبی حالت پوشیدہ نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہی ہے۔

واللہ ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم.

(بخاری ص ۵۹ ج ۱)

خدا کی قسم! تمہارے خشوع اور رکوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتی ہے مگر

Marfat.com

نگاہِ احمدی کے قربان جو نمازی کے خشوع کا بھی ادراک رکھتی ہیں اور مسلمانوں کے خشوع و رکوع اور دل کی حالتوں پر انہیں عبور حاصل ہے اور ان نورانی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے:

سرِ عرش پر تری گزر دلِ فرش پر تری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شئ نہیں وہ جو تو تجھ پہ عیاں نہیں

دل کی باتیں: حضرت ابنِ عمر فرماتے ہیں ایک انصاری اور ایک ثقفی دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ثقفی نے فرمایا جو تم پوچھنا چاہتے ہو اگر تم کہو تو میں ہی بتادوں کہ تم کیا سوال کرنا چاہتے ہو! ثقفی نے عرض کی حضور یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ میرے دل کی بات بتادیں۔ فرمایا تم نماز، روزہ اور غسلِ جنابت کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے:

ان ذالک الذی اسئلک. (بیہقی وابونعیم)

میں یہ ہی مسئلے پوچھنے کے لیے آیا تھا۔

معلوم ہوا کہ قلب کی کیفیت، دل کے ارادے نبی کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہوا کرتے اور نبی کی آنکھیں عام انسانوں کی آنکھوں کی طرح نہیں ہوتیں۔

روئے زمین پر نظر: ایک مرتبہ حضرت یعلی صحابی خدمتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں غزوہ موتہ کے حالات سنانے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا:

ان شئت فاخبرنی وان شئت فاخبرتک قال اخبرنی یا رسول الله فاخبره خبره کله و وصفه لهم. (ابونعیم)

(خصائص کبریٰ ص ۲۵۹ ج ۲)

اگر تم کہو تو تمہارے سنانے سے پہلے میں خود جنگ موتہ کے حالات بیان کردوں۔ انہوں نے عرض کی حضور ہی بیان فرمائیں چنانچہ آپ نے تمام حالات تفصیل سے سنادیئے۔

حضرت یعلی نے عرض کی اس ذاتِ مقدس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر

Marfat.com

مبعوث فرمایا۔ آپ کے بیان اور واقعاتِ جنگ میں سرِ موفرق نہیں ہے۔

سبحان اللہ! مدینہ میں تشریف فرما ہیں مگر محاذِ جنگ آپ کی نظروں کے سامنے ہے اور آپ غزوہ موتہ کے حالات کو بچشمِ خود ملاحظہ فرمارہے ہیں معلوم ہوا کہ چشمِ نبوت دور ونزدیک کے قانون سے وراء ہے۔ یہ قانون دوسروں کی آنکھوں کے لیے نہیں ہے۔

ساری کائنات پیش نظر: حضرت عمر بن خطاب انصاری کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک دن میں:

فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيمة. (مسلم)

قیامت تک ہونے والے تمام حالات وواقعات بیان فرمادیئے۔

عبدالرحمٰن بن عائش فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے میرے لیے زمین کو ظاہر فرمادیا:

فانا انظر اليها والى ماهو كانما انظر الى كفى هذه.

(طبرانی) (مواہب لدنیہ ص۱۹۳ ج۲)

اور میں دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

اللہ اکبر! یہ شان ہے چشمِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی زمین وآسمان ساری کائنات آپ کی نظر کے سامنے ہے اور ذرہ ذرہ پر آپ کی نظر ہے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کون سا تیری جس پر نظر نہیں

مدینہ سے شام تک: حضرتِ ابوہریرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى للنجاشى فى اليوم الذى مات فيه. (بخاری)

جس دن حبشہ میں نجاشی کا انتقال ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن ہمیں ان کے انتقال کی خبر سنائی۔

Marfat.com

حضرت نجاشی علیہ الرحمتہ کا انتقال حبشہ میں ہوا تھا مگر چشمِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت دیکھئے کہ مدینہ سے حبشہ تک پہنچی اور دریا و پہاڑ اور سمندر ان مقدس نظروں کے لیے حجاب نہ بن سکے کیوں؟

اس لیے کہ نور کے لیے کوئی چیز حجاب نہیں بن سکتی اور نور اندھیرے کو اجالا بنا دیتا ہے:۔

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

جنت پر نظر: جب مدینہ شریف میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ غمگین رہے پھر ایک لمحہ کے بعد آپ مسکرا دیئے۔ صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ پوچھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے میرے اصحاب کی شہادت نے غمگین کیا:

حتی رایتھم فی الجنة اخوانا علی سرر متقابلین.
(ابن سعد، خصائص کبریٰ ص ج ۱)

لیکن ابھی میں نے دیکھا یہ شہادت پانے والے جنت میں تختوں پر بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر میں خوش ہوا اور مسکرا دیا۔

سبحان اللہ! ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس نورانی آنکھیں عالمِ علوی کا مشاہدہ فرماتی ہیں اور آنِ واحد میں زمین سے جنت تک پہنچ جاتی ہیں کیا بشر بشر کی رٹ لگانے والوں کی آنکھیں بھی اس خصوصیت کی مالک ہیں؟

برزخ پر نظر: حضرت بشیر حارثی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ایک قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا "تجھے معلوم نہیں؟" کسی نے عرض کی سرکار آپ نے یہ کیا جملے فرمائے؟ حضور نے فرمایا:

ان هذا یسئل عنی فقال لا ادری. (کنز العمال ص ۲۷۷ ج ۲)

اس قبر والے سے میرے متعلق سوال ہو رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے

Marfat.com

معلوم نہیں۔

سبحان اللہ! کیا سرعت نظر ہے۔ برزخ پیش نظر ہے اور قبر کی سو مَن مٹی آپ کی نظر کے لیے حجاب نہیں۔

اعمالِ امت پر نظر: ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر میری تمام امت اپنے اچھے بُرے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی۔ (مسلم شریف) مجھ پر میری امت کے ثواب کے کام پیش کیے گئے۔

حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد.

یہاں تک کہ وہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے نکالے۔ (ابوداؤد)

مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی آیت یا سورت دی جائے اور وہ اسے بھلادے۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری امت کے اعمال و افعال سے واقف ہیں اور ساری امت کے اچھے بُرے کام آپ کے پیش نظر ہیں۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائی ہے امی تیری دانائی کی!

☆

بصارتِ نبوی

حاضر و ناظر

سرِ عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

عجب بات ہے کہ ایک فرقہ حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا نہ صرف انکار ہی کرتا ہے بلکہ ہر اس شخص کو جو حضور سرورِ کائنات کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کافرو

Marfat.com

مشرک بھی قرار دیتا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حاضر و ناظر ہونا یہ رسولِ کریم کی ایک بہت خصوصیت ہے اور آپ کی عظمت و بزرگی کا ایک نشانِ عظیم ہے اور ایک ایسا عظیم و جلیل مرتبہ ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ غور تو کیجئے کہ نبی کریم کی عظمت یہ کہتے اور سمجھنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پر احوالِ دنیا و آخرت منکشف ہیں یا اس میں کہ آپ کو تو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں ہے۔

حاضر و ناظر کے معنی: علامہ قاضی عیاض کی شرح شفا جلد نمبر ا صفحہ ۵۰۵ پر ہے:

الشهيد من الشهود بمعنى الحضور ومعناه العالم.

لفظ شہید مشہور د سے مشتق ہے۔ شہید حضور کے معنی میں ہے اور حضور کے معنی عالم کے ہیں۔

شرح مواقف ص ۶۱۹ پر مذکور ہے:

النظر فی اللغة بمعنی الرویة.

نظر لغت میں رویت کے معنی میں مستعمل ہے۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ حاضر کے معنی عالم کے ہیں اور ناظر کے معنیٰ دیکھنے والے کے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت حضور سرورِ عالم کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو وہ علم، وہ رؤیت، وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ حضور ہر جگہ اور ہر مقام کا علم و رؤیت رکھتے ہیں اور چشمِ نبوت و رسالت سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔

قرآن حکیم: اللہ رب العزت جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

ا. انا ارسلنک شاهداً ومبشراً.

محبوب! ہم نے تمہیں شاہد، مبشر اور نذیر بنایا۔

۲. ویکون الرسول علیکم شهیدا.

یہ رسول تم پر شہید ہے۔

۳. وجئنابک علی هولا شهیدا.

Marfat.com

ہم قیامت کے دن سب پر آپ کو شہید بنائیں گے۔

آیت اول میں لفظ شاہد اور دوم میں لفظ شہید ہے اور شاہد وشہید کے معنیٰ عالم کے ہیں۔ اب ایہ کریمہ مذکورہ کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے رسول کو بے خبر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ علم ورویت، حاضرو ناظر کی صفت سے نوازا ہے اور آپ کے سر اقدس پر علم ومعرفت کا تاج رکھا ہے۔

ان آیات کی تفاسیر: حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

۱ . شاهدا ای عالما و مطلعا. (شرح شفاص ۵۰۵ ج۱)

شاہد کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے آپ کو عالم بنایا ہے اور تمام اشیاء پر اطلاع دی ہے۔

۲۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لفظ شہیداً کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وباشد رسول شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کدام درجہ از دینِ من رسیدہ وحقیقتِ ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است۔ پس ادمے شناسد گناہانِ شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہذا شہادتِ او در دنیا و دین بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔ (تفسیر عزیزی ص ۶۷۶)

تمہارے رسول دن قیامت میں تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ وہ اپنی نبوت کے نور کے ساتھ اپنے دین پر چلنے والے کے رتبہ سے واقف ہیں کہ وہ میرے دین میں کس درجہ پر پہنچا۔ اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور جس حجاب کے سبب وہ ترقی سے رک گیا۔ وہ کونسا حجاب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی کے گناہوں کو پہچانتے اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے سب نیک و بد اعمال سے

Marfat.com

واقف ہیں اور تمہارے خلوص و نفاق پر مطلع ہیں لہٰذا حضور کی گواہی دنیا و آخرت میں بحکمِ شرع امت کے حق میں مقبول ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی نے لفظ شہید کی جو تفسیر فرمائی ہے اس سے ذیل کے امور پر روشنی پڑتی ہے یعنی حضور نبی کریم علیہ السلام اپنے نورِ نبوت کے ذریعہ اپنے ہر امتی کے رتبہ و مقامِ ایمان۔ ایمان کے درجات، اس کی حقیقت، عدم ترقی کے اسباب و حجاب، اپنے امتی کے گناہ، نیک و بد اعمال، قلبی احوال، خطرات وسواس، نفاق غرضیکہ اپنی امت کی ہر حرکت و سکون سے واقف ہیں اسی لیے قیامت کے دن حضور کی گواہی امت کے حق میں مقبول ہوگی اور یہ ہی حاضر و ناظر کے معنی ہیں۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ شاہ صاحب نے لفظِ شہید کی جو تفسیر فرمائی ہے اس میں تمام مفسرین کرام متفق و متحد ہیں۔ بخوفِ طوالت ہم صرف چند تفاسیر کے حوالے اور پیش کرتے ہیں۔

۱۔ تفسیر روح البیان میں ہے:

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين.

اور شہادت کے معنی یہ ہیں کہ حضور ہر مسلمان کے رتبہ و مقام پر مطلع ہیں۔

۲۔ تفسیر خازن و مدارک میں ہے:

ثم يؤتى بمحمدٍ صلى الله عليه وسلم فيساله عن حال امته فيز كيهم ويشهد بعد التهم ويز كيهم ويعلم بعدالتهم.

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کے متعلق سوال ہوگا تو آپ اپنی امت کے عدل کی شہادت دیں گے کیونکہ حضور امتی کے عدل کو جانتے ہیں۔ (تفسیر خازن و مدارک)

۳۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے۔ آیت نمبر ۳ کے تحت:

لان روح النبي صلى الله عليه وسلم شاهدا على جميع الارواح والقلوب والنفوس بقوله صلى الله عليه وسلم

Marfat.com

اول ما خلق نوری.

حضور علیہ السلام قیامت کے دن کی گواہی دیں گے کیونکہ حضور کی روح مبارک تمام ارواح اور قلوب اور نفوس کو دیکھ رہی ہے اسی لیے آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔

۴۔ تفسیر مدارک میں آیت نمبر۳ کے ماتحت ہے:

ای شاھدا علی من کفر بالکفر وعلی من نافق بالنفاق وعلی من امن بالایمان.

حضور کافروں کے کفر، منافقوں کے نفاق اور ایمان والوں کے ایمان کی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

ف: واضح ہو کہ کفر ونفاق کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور یہ بھی غیب ہے۔

۵۔ روح البیان میں ہے:

واعلم انه یعرض علی النبی اعمال امته غدوة وعشیة فیعرفهم بسیماهم واعمالهم.

آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش ہوتے ہیں اور آپ امت کو ان کی علامات سے جانتے ہیں اور ان کے اعمال سے واقف ہیں۔

۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد۳ میں حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں:

لیس من یوم الا یعرض علی النبی اعمال امته غدوة وعشیة یعلمهم باسمائهم واعمالهم ولذلک یشهد علیهم.

ہر دن حضور علیہ السلام پر صبح وشام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور حضور اپنے ہر امتی کے نام اور اس کے اعمال سے واقف ہیں اسی لیے قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند امام احمد میں بھی ہے، ان تینوں آیتوں اور ان کی تفاسیر سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کی نظروں سے عالم کا کوئی ذرّہ پوشیدہ

Marfat.com

نہیں ہے اور یہ ہی معنی ہیں حاضر و ناظر کے۔

احادیث: ۱۔ مواہب لدنیہ جلد۲ ص ۱۹۲ میں طبرانی سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر راوی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ.

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر کیا میں دنیا کی طرف اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرف اس طرح دیکھ رہاں ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ زرقانی لکھتے ہیں:

ای اظھر و کشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا فانا انظر الیھا (الخ) اشارۃ الی انہ نظر حقیقی دفع انہ ارید بالنظر العلم. (زرقانی جلد۷ ص ۲۳۴)

رفع کے معنی یہ ہیں اللہ نے حضور کے لیے دنیا کو ظاہر فرمایا اس کا کشف کیا۔ نظر سے مراد نظر حقیقی ہے مجازی معنی صرف علم نہیں ہیں (بلکہ نظر سے مراد حضور کا حقیقتاً اپنی آنکھوں سے دنیا و مافیہا میں جو قیامت تک ہوگا دیکھنا مراد ہے)

۳۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ثوبان سے روایت ہے حضور نے فرمایا:

ان اللّٰہ قد زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا.

اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

مظاہر حق ص ۳۰۵ پر اس حدیث کا ترجمہ یوں ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا۔ دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین کو۔"

Marfat.com

۳. ما من شیء لم اکن اریته الا رایته فی مقامی هذا.

(بخاری جلد ۱ ص ۱۸)

حضور نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو میں اپنے اس مقام سے ہر شے کو دیکھ رہا ہوں۔

۴. قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم هل ترون ماریٰ انی اری مواقع الفتن فی خلال بیوتکم.

حضور نے فرمایا کیا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں میں تمہارے گھروں میں فتنے اٹھنے کی جگہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

(جامع صغیر جلد ۱ ص ۱۶۲)

علامہ نبہانی کا ارشاد: اسی لیے علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی اپنی کتاب جواہر البحار کے ص ۴۸۳ جلد ۱ پر فرماتے ہیں:

انه جسده الشریف لا یخلو منه زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم ولا برولا بحر ولا سهل ولا وعر ولا برزخ ولا برزخ.

حضور کے جسد شریف کی تجلی سے نہ زمانہ خالی ہے نہ مکان نہ محل ہے نہ امکان نہ عرش خالی ہے نہ لوح نہ کرسی خالی ہے نہ قلم نہ بحر خالی ہے نہ بر نہ نرم زمین خالی ہے نہ سخت، نہ برزخ خالی ہے اور نہ قبر۔

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام اعلیٰ وارفع میں تشریف فرما ہیں زمان مکان، امکان عرش وفرش، لوح وقلم وکرسی، برزخ وقبر سب جگہ حاضر وناظر ہیں کوئی مقام کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیکھ رہے ہوں اور نور ریزی نہ فرما رہے ہوں۔ گویا کہ آفتابِ نبوت ومہتابِ رسالت اپنی تجلیات وانوار سے تمام عالم کو روشن ومنور فرما رہا ہے۔

توضیح: ان آیات واحادیث اور ان کی تشریح وتفصیل سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا

Marfat.com

کہ حضور سید المرسلین کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوتِ بصیرت عطا فرمائی ہے اور حضور علیہ السلام کو وہ نور ملا ہے جس کے سبب عالم کی کوئی شے آپ سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ و مقام اور معجزہ ہے جس کا نام حاضر و ناظر ہے۔

نوٹ: بہ نظرِ اختصار چشمانِ نبوت کے متعلق یہ چند حدیثیں پیش کر دی ہیں۔ اگر آپ چشمِ نبوی کے خصائص کی پوری تفصیل دیکھنا چاہیں تو مصنف کتاب ہذا کی تصنیف ''جامع الصفات'' کے ابواب حضرت موسیٰ کی آنکھیں، ہماری آنکھیں غیب الغیب، ذخیرہ ابیات کا مطالعہ کیجیے۔

☆

موئے مبارک

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

اکرم مخلوقات، افضل موجودات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک بھی اک ممتاز حیثیت کے مالک ہیں اسلام کے مشہور جرنیل حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو میدانِ کارزار میں فتح و نصرت انہیں مبارک بالوں کی برکت سے حاصل ہوتی تھی گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی وافع البلاء اور مشکل کشا ہیں:

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور علیہ السلام کے چند مبارک بال تھے۔

فکان لا یشھد قتالا الا رزق النصر. (حجۃ اللہ ص ۶۶۵)

اور انہیں بالوں کی برکت سے حضرت خالد کو ہر معرکہ میں فتح حاصل ہوتی تھی۔

Marfat.com

حاکم و دیگر محدثین کرام روایت کرتے ہیں کہ جنگِ یرموک میں حضرت خالد کی ٹوپی گم ہوگئی۔ خالد گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی تلاش کرنے لگے۔ مسلمان فوجیوں نے خالد کی اس حرکت کو پسند نہ کیا اور کہا۔ تیر برس رہے ہیں، تلواریں چل رہی ہیں، موت و حیات کا سوال ہے اور فوج کا جرنیل گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی کی تلاش میں مصروف ہیں۔

حضرت خالد ٹوپی کی تلاش کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے تمہاری حیرانی بجا ہے مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میری ٹوپی میں حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک تھے۔ جب حضور اکرم نے عمرہ فرمایا اور اپنے بال کٹوائے تو ہر صحابی آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کیے اور اپنی ٹوپی میں رکھ لیے۔

فلم اشهدقتا لا وهی معی الا رزقت النصر.

(کتاب مذکور ص ۲۸۶)

ہر معرکہ میں یہ بال میرے ساتھ ہوتے ہیں اور انہی کی برکت سے مجھے فتح حاصل ہوتی ہے۔

حدیث مذکور پر غور کیجیے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی اور اسلام کے ایک بہت بڑے جرنیل ہیں۔ حضورؐ کے موئے مبارک کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ جنگ میں انہیں کی برکت سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ اب پوچھئے ان لوگوں سے جو شانِ نبوت کے منکر ہیں اور انبیاء کرام کو اپنا جیسا انسان سمجھتے ہیں کیا وہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بال کی بھی برابری کر سکتے ہیں:

ایں خیال است و محال است و جنوں!

صحابہ کا عقیدہ: ابن سعد محمد بن سیرین سے راوی، میں نے حضرت عبیدہ سے کہا۔ ہمارے پاس حضور کے چند بال ہیں جو حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئے ہیں۔ یہ سن کر محمد بن سیرین نے فرمایا:

Marfat.com

لان تکون شعرة منه احبا الی من الدنیا وما فیها.

(بخاری جلد۲ص ۱۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہمیں دنیا و مافیہا سے محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا حلاق حضور کے بال اتار رہا ہے اور صحابہ کرام پروانہ وار موئے مبارک حاصل کرنے کے لیے حضور کا طواف کر رہے ہیں:

فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل.

تا کہ ایک بال بھی زمین پر نہ گرے اور ان کے ہاتھ آجائے۔

(مسلم شریف)

<u>فائدہ:</u> صحابہ کرام کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور کے بالوں کو بھی بیمثل و بے نظیر جانتے تھے اور اسی لیے بطور تبرک اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اس پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ انبیاء کرام اور بزرگانِ دین کے بال وغیرہ کو بطورِ تبرک رکھنا، ان کی تعظیم کرنا اور ان سے نفع و برکت کی امید رکھنا جائز ہے۔ اگر شرک و بدعت ہوتا تو صحابہ کرام کبھی ایسا نہ کرتے۔

<u>موئے مبارک کی عظمت:</u> حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور کی چند بال تھے:

فکان اذا اصاب الانسان عین اوشیی الخ

(بخاری کتاب اللباس)

جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلاتیں مریض شفایاب ہو جاتے۔

دیکھئے نبی کے بال ہر مرض کے لیے شفا ہیں۔ ہمسری کے دعویداروں سے پوچھئے کہ ان کے بال بھی کسی بیمار نے دھو کر پئے ہیں اور اس نے شفا پائی ہے؟ اگر نہیں تو پھر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہمسری کا دعویٰ کیوں؟

Marfat.com

گوش مبارک

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ سامعہ بھی بے نظیر ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:

انی لاری مالا ترون واسمع مالا تسمعون.

(ترمذی۔ وخصائص ص ۶۷ ج ۱)

میں وہ دیکھتا ہوں جو کوئی نہیں دیکھتا اور وہ سنتا ہوں جو کوئی نہیں سنتا۔

آسمان چڑچڑاتا ہے اور اسے لائق ہے کہ وہ چڑچڑائے۔ (ترمذی)

اس حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ میری قوت باصرہ اور سامعہ عام انسانوں کی طرح نہیں ہے۔ میں اللہ کا نبی ہوں اور نبی وہ دیکھتا ہے جو عام انسان نہیں دیکھ سکتے، اور وہ سنتا ہے جو سب کی حدِ سماعت سے باہر رہتا ہے۔

پانچ سو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہم کو بھی لگی ہے تیری بینائی کی!

<u>پانچ سو سال کی مسافت:</u> حضرتِ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز جبریل امین خدمتِ اقدس حاضر تھے۔

سمع نقیضا من خدخة فرفع راسه. (مسلم)

تو آپ نے کھڑکی کھلنے کی آواز سن کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

جبریل امین نے عرض کی یا رسول اللہ! آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہ کھلا تھا۔ پھر ایک فرشتہ حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کو دو نور کی

Marfat.com

خوشخبری دیتا ہوں۔ فاتحۃ الکتاب اور آخر سورہ بقرہ۔

دیکھئے حضور علیہ السلام آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز سن رہے ہیں اگر اس دروازہ کو آسمانِ اول کا دروازہ مانا جائے تو بھی پانسو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور حضور علیہ السلام پانچ سو برس کی مسافت کی آواز کو سن رہے ہیں۔

بے مثل قوت سامعہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ سے محبت تو میرے دل میں اسی وقت پیدا ہوگئی تھی جبکہ آپ کی شیر خواری کا زمانہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارہ میں تشریف فرما ہیں اور چاند سے گفت گو فرمارہے ہیں اور جس طرف انگلی سے اشارہ فرماتے ہیں:

حیث اشرت مال.

چاند اسی طرف جھکے جاتا ہے۔

حدیث کے اس ٹکڑے کو پڑھئے اور نبی علیہ السلام کی مبارک انگلی کی حکومت ملاحظہ کیجئے کہ انگلی کے اشارہ پر رقص کرتا ہے۔ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی نورانی انگلی کا احترام کرتا ہے۔

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو ایسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں نور کے لیے نوری کھلونوں کی ضرورت تھی۔ اللہ رب العزت جل مجدہ نے اپنے نوری محبوب کے لیے آسمان بنایا۔ اس کے سینہ کو چاند تاروں سے مزین فرمایا تاکہ یہ چاند ستارے نوری محبوب کے لیے ایام طفولیت میں کھلونوں کا کام دیں۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفت گو سن کر حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چاند مجھ سے اور میں اس سے باتیں کرتا تھا، چاند مجھے رونے سے باز

Marfat.com

رکھتا تھا۔

اسمع وجنته حین تسجد تحت العرش.

اور میں چاند کی زیرِ عرش سجدہ کی آواز کو سنتا تھا۔(خصائص ص ۵۳ ج ۱)

یہ حدیث سماعتِ نبوی پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں چاند کے زیرِ عرش سجدہ کی آواز کو سنتا تھا۔گویا زمانہ شیر خواری اور طفولیت میں حضور کی سماعت کا یہ حال تھا کہ آپ لاکھوں برس کے فاصلے کی آواز کو سن لیتے تھے۔تو اب جبکہ آپ کے مراتب میں سنکھوں بلکہ مہاسنکھوں درجہ زائد ترقی ہوگئی اور ہو رہی ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے **وللآخرة خیرلک من الاولیٰ** تو اب آپ کی قوتِ سامعہ کتنی ترقی کر گئی ہوگی۔جب بچپن میں ہزاروں برس مسافت کی آواز سن لیتے تھے تو کیا اب پاک و ہند کے درود پڑھنے والے کی آواز کو نہ سنتے ہوں گے؟ سنتے ہیں اور وہ سب کی سنتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے، حالِ زار کی!
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

حضور سب کی سنتے ہیں: امام طبرانی حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن دیگر ایام کی بہ نسبت ملائکہ رحمت کا نزول زیادہ ہوتا ہے:

لیس من عبد یصلی الا بلغنی صوته حیث کان.

کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بعد وفات بھی ہمارے درود کو سنیں گے؟ فرمایا:

وبعد وفاتی فان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء. (طبرانی)

Marfat.com

ہاں بعد وفات بھی۔ کیونکہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

دلائل الخیرات میں یہ حدیث موجود ہے حضور فرماتے ہیں:

اسمع صلاۃ اھل محبتی وتعرض علی صلاۃ غیرھم عرضا

اہلِ محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

احوالِ برزخ: امامِ احمد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ایک دن حضور نبی نجار کے باغ میں داخل ہوئے۔

"فسمع اصوات رجال ماتوا فی الجاھلیۃ یعذبون فی القبور. (خصائص ص ۸۸ ج ۲)

تو آپ نے بنی نجار کے ان لوگوں کی آواز کو سنا جو زمانہ جاہلیت میں مر چکے تھے اور قبر میں عذاب انہیں ہو رہا تھا۔

حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جنت البقیع میں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی نہیں، فرمایا:

الا تسمعون اھل القبور یعذبون. (خصائص ص ۸۹ ج ۲)

کیا تم نہیں سنتے کہ اہلِ قبور کو عذاب ہو رہا ہے۔

یہ احادیث بتاتی ہیں کہ برزخ کے احوال حضور نبی کریم علیہ السلام پر پوشیدہ نہیں ہیں اور آپ کے ایسے بے مثل کان ہیں کہ قبر میں چیخنے والوں کی آواز بھی سن لیتے ہیں بلکہ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قبر میں انسان کو کیوں عذاب ہوتا ہے اور کس نوعیت کا ہو رہا ہے۔ چنانچہ کتاب السنۃ کی حدیث ہے کہ آپ بقیعِ غرقد میں تشریف لائے اور دو قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا۔ کیا تم نے فلاں فلاں کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہاں! فرمایا:

Marfat.com

والذی نفسی بیدہ لقد ضرب ضربۃ ما بقی منہ عظم الا انقطع. (خصائص ص ۸۹ ج ا)

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔
ابھی فرشتہ نے ایک گرز ماری ہے جس سے ان کے جسم کی کوئی ہڈی سالم نہیں رہی ہے۔
اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دیا گیا ہے۔

صحابہ نے عرض کی ان کا جرم کیا تھا؟ فرمایا ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔

یہ احادیث حضور کی قوتِ سامعہ وقوتِ باصرہ پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔ حضور کی مقدس آنکھیں قبر کے اندر کے حالات و واقعات کا مشاہدہ کر رہی ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قبر میں کون دفن ہے، کب مرا ہے، اس کے عمل کیسے تھے اور اب ان کو کس قسم کا عذاب ہو رہا ہے؟ اور کیوں ہو رہا ہے۔ سچ ہے کہ:

خدا نے کیا تم کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

<u>ایامِ طفولیت</u>: چاند کے سجدے کرنے والی حدیث پر پھر غور کیجیے، حضور فرماتے ہیں چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور آپ کا زمانہ طفولیت عام بچوں کی طرح نہ تھا۔

اٹھتے بوٹوں کی نشو ونما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام ابن سبع فرماتے ہیں:

ان مھدہ کان یتحرک بتحریک الملائکۃ وان اول کلام تکلم بہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا.

(خصائص ص ۵۲ ج ا)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گہوارۂ اقدس کو ملائکہ حرکت دیتے تھے اور جب اپنے صحنِ عالم میں قدم رکھا تو پہلا کام یہ تھا: ''اللہ اکبر کبیراً، الحمد للہ کثیراً۔''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چاند مجھے رونے سے روکتا تھا گویا بحالتِ شیر خواری بھی حضور علیہ السلام کو اپنے گریہ فرمانے کا احساس ہوتا تھا۔ کچھ عجب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالتِ شیر خواری گریہ فرمانا امت کے بخشوانے کیلئے ہو اور چاند زمینِ ادب چوم کر عرض کرتا ہو سرکار کیوں روتے ہو؟ حشر کے دن شفاعتِ کبریٰ اور چمکتا دمکتا تاج تو آپ کے ہی سر ہوگا۔

اشک شب بھر انتظارِ عفوِ امت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

عام بچے جوان ہو کر بچپن کے حالات و واقعات بھول جاتے ہیں بلکہ بڑوں کے یاد دلانے پر بھی ان کو یاد نہیں آتے مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نرالی شان ہے۔ یہاں تمام حالات یاد ہیں اور حضرت عباس کو سنائے جارہے ہیں کہ چاند مجھ سے گفت گو کرتا تھا وہ مجھے رونے سے باز رکھتا تھا۔

فصلِ پیدائش پہ ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن اور کمسنی میں بھی ادراک و شعور، علم و فہم حاصل تھا، اور اللہ تعالیٰ نے تمام اخلاقِ حمیدہ و آدابِ شرعیہ دینیہ، علم و حلم، صبر و شکر، عدل، زہد، تواضع، عفو، عفت، شجاعت، سخاوت، حیا، مروت، خاموشی، سکون، وقار، رحمت، حسنِ ادب، معاشرت غرضیکہ تمام محاسن آپ میں جمع فرمائے گئے تھے۔

الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خُو خصلت پہ لاکھوں سلام

<u>عدلِ بے نظیر</u>: امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ حضرتِ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ

Marfat.com

جب میں سیدھی چھاتی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلاتی تو آپ نوش فرما لیتے اور جب بائیں چھاتی سے دودھ پلاتی تو آپ نہ پیتے۔علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ:

وذلک من عدله لانه یعلم ان له شریکا فی الرضاعت.

(خصائص ص ۵۹ ج۱)

یہ آپ کا عدل تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ میرا بھی شریک رضاعی ہے۔

یعنی حضرتِ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچہ کو بھی دودھ پلاتی تھیں اس لیے حضور علیہ السلام اپنے دوسرے ساتھی کے لیے دودھ چھوڑ دیتے تھے اور صرف ان کی ایک چھاتی سے دودھ پیتے تھے۔آپ تصور کیجئے کہ زمانۂ شیر خواری میں حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل، فہم، عقل، دیانت اور شعور کا یہ کتنا بلند درجہ تھا۔سبحان اللہ! ؂

بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

☆

دستِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

اللہ عزوجل کی عظیم وجلیل نعمتوں میں سے ایک نعمت ہاتھ بھی ہے۔منعمِ حقیقی نے بنی نوعِ انسان کو یہ نعمت عطا فرمائی۔ہڈی اور گوشت کے مجموعہ کا نام ہاتھ ہے سب کے ہوتا ہے اور تمام انسان ہاتھ کی بناوٹ اور اس کی نوعیت کو جانتے ہیں۔سید الانبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء کے بھی دو نورانی ہاتھ ہیں۔بظاہر تو یہ ہاتھ ہاتھ نظر آتے ہیں مگر دیکھنے والی آنکھ جانتی ہے کہ کونین کی نعمتیں اسی مبارک ہاتھ میں مستور ہیں اور ساری کائنات کی برکتیں اسی بے مثل ہاتھ میں ہیں۔

Marfat.com

حضرت امامِ بخاری علیہ الرحمۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نورِ مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی. (بخاری)

میرے پاس خزائن ارض کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

امامِ احمد حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا:

اعطیت مقالید الدنیا علی فرس ابلق جاءنی بھا جبریل علیه السلام علیه قطیفة من سندس.

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں جبریل چتکبرے گھوڑے پر میرے پاس لائے اور اس پر سفید ریشمی رومال پڑا ہوا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہیں آنکھ والا دیکھتا اور تصدیق کرتا ہے اور دیدۂ کور اپنی کور باطنی کی وجہ سے مقدس ہاتھوں کو خالی سمجھتا ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

<u>تبدیلِ اعیان</u>: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہاتھ مٹی کو سونا اور لوہے کو پارس بنا دیتے ہیں۔ ان مقدس ہاتھوں میں تبدیلِ اعیان وقلب ماہیت کی طاقت ہے یہ مبارک ہاتھ شے کی حقیقت ونوعیت کو بدل دینے پر قادر ہیں یہ منور ہاتھ شاخِ خرمہ کو تلوار بنا دیتے ہیں۔

امام بیہقی حضرت عبدالرزاق سے راوی کہ جنگِ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرت عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فاعطاه النبی صلی الله علیه وسلم عسیبا من نخل فرجع

Marfat.com

فی ید عبداللہ سیفا.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں ایک کھجور کی ٹہنی عطا فرمائی اور وہ عبداللہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ (حجۃ اللہ ص ۴۳۲)

ناظرین! دیکھئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی کو تلوار بنا دیا، لکڑی کو لوہا کر دیا۔ شئی کی حقیقت کو بدل دیا۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ میں قلبِ اعیان پر قادر ہے۔

جنتی دوزخی: حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نورانی ہاتھ عزوجل کی کتاب ہیں۔ ان ہاتھوں میں جنتی اور دوزخیوں کی فہرست ہے یعنی جنت اور دوزخی حضور علیہ السلام کی مٹھی میں ہیں۔

امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ بزم صحابہ میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے صحابہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء ابائھم وقبائلھم ثم اجمل علی اخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص عنھم ابدا.

میرا سیدھا ہاتھ خدا کی کتاب ہے اس میں جنتیوں کے نام ان کے باپوں ان کے قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں میزان لگا دی گئی ہے اس میں کچھ زیادتی نہیں ہوسکتی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کتاب ہے اللہ کی اس میں دوزخیوں کے نام ان کے قبائل اور ان کے باپوں کے نام مندرج ہیں اخیر میں ان کی میزان لگا دی گئی ہے اس میں کمی زیادتی نہیں ہوسکتی۔

(ترمذی ص ۳۶ ج ۱)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ کون جنتی اور کون دوزخی ہے، ان کی تعداد کیا ہے اور ان کے باپوں اور ان کے قبیلوں کے کیا نام ہیں۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کو معلوم ہے اور عالم کی کوئی چیز چشمِ مصطفیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

بھلا عالم سی شے مخفی رہے اس چشمِ حق میں سے
کہ جس نے خالقِ عالم کو بے شک بالیقیں دیکھا

قانونِ قدرت: قانونِ قدرت کے ماتحت ہر بچہ جوان ہوتا ہے اور جوان ہونے کے بعد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جوانی اور پیری دو ایسے دور ہیں جن سے ہر انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور قدرت کے اس قانون کو نہ توڑ سکتی ہے اور نہ روپیہ، اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں، میرے بال سیاہ رہیں، چہرہ پر شکن تک نہ آئے اور اس مقصد کے لیے وہ ہزاروں روپیہ بھی خرچ کر دے تو پھر بھی وہ اپنی مراد کو نہیں پا سکتا مگر ہاں ایک مقدس اور برگزیدہ ہستی ہے جس کے نوری ہاتھوں میں قوانینِ قدرت کی باگ ڈور ہے۔ اللہ عزوجل نے اگر ایسی طاقت عطا فرمائی ہے تو وہ دستِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کا ادنیٰ تصرف یہ ہے جو جوانی کو برقرار اور بالوں کو سپید ہونے سے روک دیتے ہیں۔

امام ترمذی و بیہقی ابو زید انصاری سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میری ڈاڑھی اور سر پر حضور علیہ السلام نے اپنے دستِ اقدس پھیر دیا اور پھر فرمایا الٰہی! اسے زینت دے جس کا اثر یہ ہوا کہ:

فبلغ بضعا ومائة سنة وما فی راسه ولحيته بياض وكان منبسط الوجه ولم ينقبض وجهه حتى مات. (حجۃ اللہ)

ان کی عمر تقریباً سو سال کی ہوئی مگر ڈاڑھی اور سر کا ایک بال بھی سپید نہ ہوا اور چہرہ پر شکن تک نہ آئی۔ (حجۃ اللہ ص ۴۳۷)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضور علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی سائب بن یزید ہوں:

فمسح بيده على راسى وقال بارک الله فيک فهو لا

Marfat.com

یشیب ابدا. (خصائص ص۸۲ ج۲)

پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ برکت دے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے بال ہمیشہ سیاہ رہے۔

امام طبرانی و ابن سکن مالک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس میرے سر اور ڈاڑھی پر رکھا جس کا اثر یہ ہوا کہ:

حتی شاب راسه ولحيته وما شاب موضع يد رسول الله صلى الله عليه وسلم. (حجۃ اللہ ص ۴۳۷)

مالک بوڑھے ہو گئے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سپید ہو گئے مگر وہ بال جن پر دست اقدس پھر گیا تھا وہ کالے ہی رہے۔

امام بیہقی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بوڑھے یہودی نے حضور علیہ السلام کے موئے مبارک بطورِ تبرک حاصل کیے حضور نے فرمایا:

اللهم جمله فاسودت لحيته بعد ما كان بيضاء.

(خصائص ص۸۳ ج۲)

الٰہی! اسے زینت دے۔ اس کے ڈاڑھی کے سپید بال حضور کے یہ فرماتے ہی کالے ہو گئے

ناظرین! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک سپید بالوں کو کالا اور بوڑھوں کو جوان کر دیتے ہیں اور جوانوں کو بوڑھا ہونے سے روک دیتے ہیں کیا ہمارے ہاتھ بھی ایسی طاقت و قوت رکھتے ہیں؟

دستِ نبی کی خوشبو: انہیں کی بو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے، انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے۔ حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے، ریشم سے زیادہ نرم ہیں ان ہاتھوں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے نہیں بلکہ مشک و عنبر نے انہیں مبارک و معطر ہاتھوں سے خوشبو پائی ہے۔

امامِ طبرانی مستورد ابن شداد سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضور کا

Marfat.com

ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

فاذا هوا لين من الحرير و ابرد من الثلج.

(خصائص ص ۶۴ ج ۱)

تو میں نے آپ کا ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پایا۔

حضرت یزید بن اسود کہتے ہیں کہ جب حضور نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ کا ہاتھ:

فاذا هو ابرد من الثلج واطيب ريحا من المسلک.

(خصائص ص ۶۳ ج ۱)

برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور اس میں مشک سے زیادہ خوشبو تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور نے میرے رخسار پر دستِ مبارک پھیرا:

فوجدت ليده بردا وريحا كانما اخرجها من جونة عطار.

تو میں نے آپ کے ہاتھ میں ٹھنڈک اور خوشبو پائی ایسی جیسی عطار کے ڈبوں سے آتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ما مسست حريرا ولا ديباجا الين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا شممت مسكا ولا عنبرا اطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم. (حوالہ مذکور)

میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے زیادہ نرم ریشم اور دیباج کو بھی نہ پایا اور مشک وعنبر کی خوشبو کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ نہ سونگھا۔

باغیوں کے اعتراض کا جواب: بعض باغیانِ سلطنتِ مصطفوی کہا کرتے ہیں کہ کاشانۂ نبوت سے سات سات دن تک نہ اٹھنا اور اہلِ بیت نبوت کو کئی دن تک روٹی کا

Marfat.com

دستیاب نہ ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ معاذ اللہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گیہوں نہ تھے، اس لیے کھانا نہ پکایا گیا۔ باغیوں کا ایسا کہنا ان کے خبثِ باطنی پر مبنی ہے۔ حضور علیہ السلام روٹی اور پانی کے محتاج نہ تھے۔ دربارِ رسالت میں کسی چیز کی کمی نہ تھی کیونکہ حضور علیہ السلام کے دستِ اقدس بھوکوں کی بھوک اور پیاسوں کی پیاس بجھا دینے پر قادر تھے، سچ ہے کہ:

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں تو وہ ہاں نہیں

اور یہ ظاہر ہے کہ جس مقدس اور برگزیدہ ہستی کے نورانی ہاتھ بھوک اور پیاس مٹانے کی طاقت رکھتے ہوں جس کے مبارک ہاتھ نامرادوں کی جھولیاں گوہرِ مراد سے بھر دینے پر قادر ہوں وہ خود اور اس کے گھرانے کے افراد کیسے بھوکے رہ سکتے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی دن تک کچھ تناول نہ فرمانا یا جو کی روٹی پر قناعت فرمانا زہد و قناعت کی تعلیم دینے کے لیے تھا۔

کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

چنانچہ امام بیہقی عمران بن حصین سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ہمراہ تھا اتنے میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور حضور کے سامنے بیٹھ گئیں نگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کے چہرہ کو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے زرد پڑ گیا ہے۔

فرفع یدہ فوضعها علی صدرها قال عمران قد ذہبت الصفرة من وجهها. (خصائص ص ۷۱ ج ۲)

حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ پر رکھا۔ عمران کہتے ہیں کہ اب جو میں نے دیکھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ اقدس کی زردی سرخی میں تبدیل ہوگئی تھی۔

Marfat.com

ناظرین! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کا یہ کتنا بڑا تصرف ہے کہ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک پر رکھتے ہی ان کی بھوک مٹا دیتا ہے اور یہ ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیٹ بھر جاتا ہے اور اب انہیں روٹی کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ چنانچہ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دن میں پھر حضرت فاطمہ سے ملا اور آپ سے پوچھا حضرت فاطمہ نے فرمایا:

ما جعت بعدیا عمران.

عمران اس دن سے مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک بھوک مٹانے پر قادر تھے۔ پھر حضور کا کھانا تناول نہ فرمانا اور اہلِ بیت کا سات سات دن تک روزے رکھنا صرف امت کو فقر اور زہد و قناعت کی تعلیم دینے کیلئے تھا۔

دستِ اقدس کے برکات: امام بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک ڈھال پر (جس پر کہ عقاب کی تصویر کھینچی ہوئی تھی) اپنا دستِ مبارک رکھا:

فاذهبه الله.

دستِ مبارک رکھتے ہی مٹ گئی۔

دیکھئے! تصویر جو ڈھال پر کھدی ہوئی تھی۔ حضور کے دستِ مبارک رکھتے ہی مٹ گئی۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی ایسے ہی ہیں؟

بکری زندہ فرما دی: امام ابونعیم کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ جابر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری ذبح کی اور اس کو پکایا اور خدمتِ اقدس میں لیکر حاضر ہوئے۔ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جابر اپنی قوم کو بھی بلا لو۔ جابر نے حکم کی تعمیل کی۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا مگر کھانا اسی طرح باقی رہا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے سب سے فرما دیا تھا کہ کوئی شخص ہڈی نہ توڑے اور نہ پھینکے چنانچہ جب سب کھا چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے تمام ہڈیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ تمام ہڈیاں ایک لگن میں جمع کر دی گئیں:

فوضع یده علیها ثم تکلم بکلام لم اسمعه فاذا بشاة قد قامت تنفض ذنبها. (خصائص ص ۶۷ ج ۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہڈیوں پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور لبِ جاں بخش کو حرکت دی جس کو ہم سن نہ سکے۔ چنانچہ بکری اپنی دم ہلاتی ہوئی زندہ ہو گئی۔

ناظرین! یہ بکری ذبح ہوئی اس کے گوشت کی بوٹیاں بنیں۔ پھر یہ پکائی گئی گوشت تو صحابہ نے کھا لیا۔ ہڈیاں بچ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کا تصرف دیکھئے کہ ان ہڈیوں پر گوشت پیدا ہوا، کھال آئی، بال اُگے روح کا افاضہ ہوا اور پوری بکری بن گئی۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی ہڈیوں کے ڈھیر میں جان ڈال سکتے ہیں؟

لبِ زلال چشمہ کن میں گندھیں وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

بکری کے تھنوں میں دودھ: حضرت امامِ بیہقی سے روایت ہے ایک مرتبہ کھانے کی ضرورت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دریافت فرمایا مگر کچھ نہ پایا۔ اتفاق سے ایک پٹھوری نظر آئی جو ابھی حاملہ نہ ہوئی تھی:

فمسح النبی صلی اللہ علیه وسلم مکان الدرع (خصائص)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر دستِ مبارک پھیر دیا۔

تھن دودھ سے بھر گئے اور پھر آپ نے حاضرین مجلس کو دودھ سے سیراب فرمایا، کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی اس برکت کے حامل ہیں؟

دستگیرِ عالم: بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے، پنڈلی ٹوٹ گئی، عمامہ سے باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

Marfat.com

فمسحها فکانما لم اشتکها قط. (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دُکھا ہی نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ حضور کے ہاتھ دستگیر عالم ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مشکل و مصیبت کے وقت آپ سے شفا اور دوا طلب کیا کرتے تھے کیوں؟ اس لیے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی کے ہاتھ عام انسانوں کے ہاتھوں جیسے نہیں ہوتے ہیں۔

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں!

انگلیاں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیاں پتلی اور خوشنما تھیں انگلیوں سے متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ معجزۂ شق القمر انہیں کا کرشمہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔

بخاری و مسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں لشکر اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا حضور علیہ السلام کے پاس ایک چھاگل تھی۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا صحابہ نے عرض کیا حضور پینے اور وضو کو پانی نہیں ہے حضور علیہ السلام نے چھاگل میں اپنا دستِ مبارک ڈالا تو:

فجعل الماء یفور من بین اصابعه کامثال العیون. (بخاری)

انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔

حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم پیاسوں کی تعداد صرف پندرہ سو تھی اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو سیراب ہو جاتے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہے جاری
موج پر آتی ہے جب غم خواری، تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

Marfat.com

جسم مبارک

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہر فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک سبحان اللہ نور کا مجسمہ ہے۔ برکتوں اور رحمتوں کا گنجینہ ہے، نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے، خدا کی بے مثال صنعت کا نمونہ ہے، یعنی سرکار کا جسم حق نہیں حق نما ہے، خدا نہیں خدا نما ہے۔

حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور یقین کرے کہ:

بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجھہ ای حال وھیئۃ لم یظھر قبلہ ولا بعدہ خلق ادمی مثلہ.

(زرقانی ص ۷۰ ج ۴)

اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو اس شان کا پیدا فرمایا کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہوا۔

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

<u>جسم مبارک کی قوت</u>: حارث بن اسامہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

اعطی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قوۃ بضع و

Marfat.com

اربعین رجلا کل رجل من اھل الجنة.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر چالیس جنتی مردوں کی طاقت دیئے گئے تھے۔ (حجۃ اللہ ص ۶۸۷)

یہی وجہ تھی کہ عرب کا مشہور و معروف پہلوان جو بڑا دلیر، جری، بہادر، زور آور، نبرد آزما، جس کی قوت و طاقت کا سکہ عرب بھر میں مانا گیا تھا۔ اس نے طاقتِ نبوی کے امتحان کے لیے تین بار آپ سے کشتی کی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں بار اس کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ کی کشتی کا واقعہ خصائصِ کبریٰ میں مذکور ہے۔

نزہۃ المجالس میں خناطی ذکر کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا یہ حال تھا کہ جب آپ نے حضرت علی کو بتوں کے مسمار کرنے کے لیے کعبہ کی چھت پر چڑھا دیا تو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ:

لو شئت لعلوت السماء الثانية لقوته صلى اللّٰه عليه وسلم.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زور سے مجھے اٹھایا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان دوم تک پہنچ جاتا۔

جسم اقدس کی برکت: امام طبرانی اوسط میں زوجہ ابو رافع حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور کے غسل کردہ پانی کو پیا جس پر حضور نے فرمایا:

فقال اذهبی فقد حرم الله بدنک علی النار.

(خصائص ص ۲۵۱ ج ۲)

جا اس کے سبب اللہ نے تیرے جسم پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دیا۔

جسم مبارک بے سایہ: حکیم ترمذی، حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ان لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يكن يرى له ظل فى الشمس ولا فى القمر. (حجۃ اللہ ص ۶۸۶)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ چاند کی چاندنی میں دکھائی دیتا تھا اور نہ سورج کی روشنی میں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

یہ ہم کہتے ہیں دنیا میں محمد آئے بے سایہ
خدا جانے محمد تھے کہ تھا سایہ محمد کا

مکھی کا ادب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے خصائص میں لکھا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر بھی مکھی نہ بیٹھتی تھی:

ومن خصائصه انه كان لا ينزل عليه الذباب.

(حجۃ اللہ ص ۶۸۶)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص جسم سے یہ بھی ہے کہ جسمِ اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

گویا مکھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کو پہچانتی ہے اور آپ کا ادب کرتی ہے۔

احتلام سے پاک: حضور علیہ السلام کو کبھی احتلام نہ ہوا کیوں کہ احتلام شیطانی خیالات کے سبب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ما احتلم نبى قط وانما الاحتلام من الشيطان.

کسی نبی کو کبھی احتلام نہ ہوا کیوں کہ احتلام شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے اور انبیاء پر شیطان کا قابو نہیں ہے۔

راستہ:

گزرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

اور چونکہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا جسم خوشبودار تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گزر جاتے وہ خوشبو سے

Marfat.com

معطر ہو جاتا اور صحابہ جب راستے میں خوشبو محسوس کرتے تو کہہ دیئے کہ:

اسری رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ من ھذا الطریق.

(خصائص ص ٦٧ ج ا)

اس راستہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا ہے۔

دارمی وبیہقی و ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خاص نشانیوں سے یہ بھی تھی۔

لم یکن فی طریق فیتبعه الا عرف انه قد سلکه من طیب ولم یکن یمر بحجر ولا شجر الا سجد له.

(حجۃ اللہ ص ٦٨٥)

اگر کوئی آپ کے پیچھے آپ کو تلاش کرنے کے لیے آتا تو صرف خوشبو سے پہچان لیتا اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گزرتے پتھر اور درخت آپ کو سجدہ کرتے تھے۔

دارمی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں:

یعرف باللیل بریح الطیب. (حوالہ مذکور)

ہم حضور علیہ السلام کو خوشبو سے ہی پہچانتے تھے (کہ آپ یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں)

بزاز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ مل کر چلو وہ فرماتے ہیں جب میں آپ کے قریب ہوا تو:

فما شممت مسکا ولا عنبرا اطیب من ریح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم. (حجۃ اللہ ص ٦٨٦)

آپ کے جسم سے خوشبو مجھے آ رہی تھی وہ مشک و عنبر میں نہ تھی۔

Marfat.com

ناظرین! سبحان اللہ! جسم نبوی روشن و منور ہے، خوشبودار ہے یعنی بے مثل نے اپنے محبوب کے ہر عضو کو بے مثل بنایا ہے سچ ہے:

سرتا بہ قدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

دوشِ مبارک: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ مبارک بھی عجیب شان کے تھے۔ امام بزاز و بیہقی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور کے دوشِ مبارک سے چادر اتر جاتی اور آپ کے کندھے ظاہر ہو جاتے:

فکانما سبکته فضة. (خصائص کبریٰ)

تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

دوشِ مبارک کی طاقت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ مبارک کی قوت کا یہ حال ہے کہ حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن مجھے اٹھایا اور اس زور سے اٹھایا کہ:

لو شئت لعلوت افق السماء. (مستدرک)

میں چاہتا تو افقِ سما تک پہنچ جاتا۔

اژدھے: امامِ رازی کلا ان الانسان لیطغی کے ماتحت لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر کے ساتھ شہید کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کے قریب آیا تو:

رای علی کتفیه ثعبانین ماخاف مرعوبا.

اس نے دوش اقدس پر دو بڑے اژدھے دیکھے اور ڈر کر بھاگ گیا۔

تثاؤب: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تاریخ میں یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ:

ما تثاءب النبی صلی الله علیه وسلم قط.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی جمائی نہیں آئی۔

Marfat.com

ناف مبارک: امام طبرانی خطیب ابونعیم ابنِ عساکر حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

من کرامتی علی ربی ولدت مختونا ولم یراحد سواقی.

(خصائص ص۵۳ ج۱)

یہ میرے اکرام میں داخل ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میرے چھپانے کی جگہ کو نہ دیکھا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام:

ولد مسرورا مختونا. (خصائص ۵۳ ج۱)

ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

مہد مبارک: زمانہ شیر خواری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہد مبارک کو فرشتے ہلایا کرتے تھے چنانچہ امام ابن سبع لکھتے ہیں:

ان مهده كان يتحرك بتحريك الملائكة وان اول كلام تكلم به الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا.

حضور کو فرشتے جھلاتے تھے، بوقتِ پیدائش آپ نے جو سب سے پہلا کلام کیا وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً۔

پسینہ مبارک: ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ، عفیفہ، پارسا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ آپ کا چہرۂ اقدس نورانی تھا جس واصف نے آپ کو دیکھا چودھویں رات کا چاند بتایا بلکہ

رخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ وہِ نقشِ کفِ پا ہو کر

هذا عرقك نجعله لطيبنا وهو اطيب الطيب.

(خصائص و بخاری ص۶۶ ج۱)

یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے ہم اس سے خوشبو بنائیں گے کیوں کہ یہ ایک

Marfat.com

بہترین خوشبو ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے پسینہ کو حضور علیہ السلام کے کیا نسبت ہے۔ ہمارا پسینہ بدبودار ہے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ خوشبودار ہے اور خوبرو آپ کے پسینہ کو بطور عطر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دربارِ رسالت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔ آپ میری مدد فرمائیے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک شیشی لے آ۔ اس نے حکم کی تعمیل کی آپ نے اپنی کہنیوں کا پسینہ شیشی میں بھر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیٹی سے کہہ دے یہ پسینہ عطر کی جگہ استعمال کیا کرے۔

فکانت اذا تطیب یشم اھل المدینۃ رائحۃ الطیب فسموا بیت المطیبین. (حجۃ اللہ ص ۶۸۵)

جب وہ حضور کے پسینہ کو استعمال کرتیں تو مدینہ والے اس کی خوشبو کو سونگھتے اور مدینہ کا شہر خوشبو سے مہک جاتا اسی لیے لوگ اس گھر کو خوشبو کا گھر کہنے لگے۔

واہ! اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں سے پسینہ تیرا

☆

قلب منور

پر تو اسمِ ذاتِ احد پہ درود!
نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تجلیاتِ ربانیہ ومعارف رحمانیہ

Marfat.com

کا گنجینہ ہے شیطانی وساوس سے پاک ومنزہ رحمتِ الٰہی کا مسکن، ہمیشہ بیدار رہنے والا غفلت سے دور ہے۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کی، سرکار! آپ وتر پڑھنے سے قبل سوجاتے ہیں اور پھر بغیر وضو فرمائے وتر ادا کر لیتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ!

ان عینی تنامان و لا ینام قلبی. (بخاری)

میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔

قلب کی بیداری: ابن سعد حضرتِ عطاء سے راوی، حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہم انبیاء کے گروہ سے ہیں:

تنام اعیننا و لا ینام قلوبنا. (خصائص کبریٰ ص ۶۹ ج ۱)

ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک ہمیشہ بیدار رہتا ہے اور آپ کی نیند بھی بے نظیر ہے اور ناقضِ وضو نہیں ہے۔ انبیاء کرام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید بن عمیر کو یہ کہتے سنا ہے کہ:

رویا الانبیاء وحی. (بخاری ص ۲۵ ج ۱)

انبیاء کرام کے خواب بھی وحی الٰہی ہوتے ہیں۔

قلبِ اقدس کا غسل: حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آپ کے قلبِ مبارک کو سنہری طشت میں غسل دے کر:

ثم ملی ایمانا وحکمة ثم اعید مکانه. (خصائص ص ۶۳ ج ۲)

ایمان وحکمت سے بھر کر سینۂ اقدس میں رکھ دیا گیا۔

سینۂ اقدس: حضور پُرنور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ وفراخ تھا۔ شکم مطہر سینہ کے برابر اور ہموار تھا۔ سینہ سے ناف تک ایک بالوں کی لکیر نمودار تھی۔ سینۂ

Marfat.com

مبارک کئی بار شق کیا گیا اور اس میں حکمت و ایمان سے بھرا گیا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شقِ صدر میں مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ شقِ صدر یا شرحِ صدر کئی بار ہوا جس میں صدہا حکمتیں تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کنت اری اثر المخیط فی صدرہ. (خصائص ص ۶۴ ج ۱)

میں نے آپ کے سینہ مبارک میں شگاف کے سلے ہوئے نشان دیکھے۔

پشتِ انور: حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ مبارک سفید رنگ کی اور مضبوط تھی۔ حضرت محرش الکعبی کہتے ہیں کہ میں نے جب پشتِ انور پر نظر ڈالی:

فکانہ سبیکۃ فضۃ.

تو چاندی کی طرح سفید اور مضبوط تھی۔

مونڈھوں کے درمیان مثلِ بیضۂ کبوتر گوشت ابھرا ہوا تھا جس میں کچھ بال اور تل تھے جن کے جمع ہونے پر ایک عبارت پڑھی جا سکتی تھی اسی ابھار کو مہرِ نبوت کہتے ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

خاتم النبوۃ بین کتفیہ مثل بیضۃ الحمامۃ.

خاتم نبوت دونوں مونڈھوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کے برابر تھی۔

حضرتِ ابن عمرؓ فرماتے ہیں خاتم نبوۃ ایک گوشت کا ابھار تھا جو آپ کی پشت مبارک میں تھا اور اس میں گوشت کے لفظوں سے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

امام ابونعیم نے حضرت سلیمان سے جو روایت کی ہے اور اس میں وہ فرماتے ہیں خاتم نبوۃ مثل بیضۂ کبوتر تھی اور یہ تین سطریں پڑھی جاتی تھیں:

۱۔ وحدہ لاشریک لہ۔ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

۲۔ محمد رسول اللہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۳۔ توجہ حیث شئت فانک منصور۔ آپ جہاں چاہیں جائیں کیونکہ آپ فتحیاب ہیں۔

بغل مبارک: اکرمِ مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلِ مبارک بھی بے مثل و بے نظیر

Marfat.com

تھے۔آپ کے بغل میں مشک وعنبر سے زیادہ خوشبو آتی تھی اور چاندی کی طرح سپید تھے ان میں بال وغیرہ بھی نہ تھے۔حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے دعا میں اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے:

حتی یری بیاض ابطیه. (بخاری)

کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سپیدی دیکھ لی۔

ابنِ سعد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو:

یری بیاض ابطیه.

آپ کے بغلوں کی سپیدی نظر آجایا کرتی تھی۔

امامِ طبری حضور کے خصائص میں ذکر کرتے ہیں کہ تمام آدمیوں کے بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے لیکن آپ کے بغل مبارک کا رنگ متغیر نہ تھا۔

انه لا شعر فیه. (خصائص ص ۶۳ ج ۱)

نیز آپ کے بغل میں بال بھی نہ تھے۔

بغل مبارک کی خوشبو: دارمی قبیلہ حریش کے ایک شخص راوی وہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے ماعز بن مالک کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو میں گھبرا گیا۔آپ نے مجھے اپنے سینہ سے لگالیا:

فسال علی من عرق ابطه مثل ریح المسک. (حوالہ مذکور)

اور آپ کے بغلِ مبارک کا پسینہ مجھ پر ٹپکنے لگا۔جس میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔

☆

Marfat.com

قدِ مبارک

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی تھا نہ بہت دراز اور نہ بہت کوتاہ، جس سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا تھا کہ جب آپ چلتے تو ہر طویل قد و قامت کے آدمی آپ کے آگے پست نظر آتے تھے۔ جب آپ قوم کے درمیان بیٹھتے تو آپ کے مونڈھے سب سے بلند رہتے تھے۔

امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ وہ فرماتی ہیں کہ آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا اور بلند قامت آدمیوں سے بھی آپ اونچے دکھائی دیتے تھے۔ امام ابنِ سبع نے آپ کے خصائص میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو:

فیکون کتفه علی من جمیع الجالسین. (خصائص ص ۶۸ ج ۱)

تو مجلس کے تمام آدمیوں سے آپ کے دوش مبارک بلند نظر آتے۔

تیرا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

سرِ اقدس: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ مبارک قدرتِ گھونگھریالے کا نمونہ تھا۔ نہایت معتدل اور قامتِ اقدس پر موزون، سر کے بال سیاہ، چمکیلے گھونگھر والے تھے۔ بالوں کے برکات وحسنات اور معجزات کا بھی ٹھکانا نہ تھا۔ زرقانی میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا سر مبارک:

عظیم الهامة شدید سواد الراس واللحیة. (ابن عساکر)

Marfat.com

بڑا مگر اعتدال سے زیادہ نہ تھا بال سیاہ چمکدار تھے۔

یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جب ابو جہل ایک پتھر لے کر آپ پر حملہ آور ہوا اور چاہتا یہ تھا کہ پتھر سے کچل دوں تو سرِ اقدس کی عظمت و رفعت سے گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا کہنے لگا جب میں آپ کے قریب ہوا تو میں نے ایک نہایت خطرناک دانتوں والا اونٹ دیکھا جو مجھے کھانا چاہتا تھا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضور کو ہوئی تو آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے اگر ابو جہل قریب آتا تو پکڑا جاتا۔ (ابنِ ہشام)

اللہ اکبر! جبریل جیسا ملکوتیوں کا شہنشاہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی دربانی کرتا ہے۔

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

پیشانی مبارک: حضور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی پیشانی مبارک کشادہ اور نورانی تھی اس قدر چمکدار اور روشن تھی کہ جب رات کو پیشانی سے اٹھا لیتے تھے تو معلوم ہوتا کہ:

كانه هو السراج المتوقد يتلا لاء.

ایک روشن چراغ ہے جو دمک رہا ہے۔ (جواہر البیان)

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائیِ دوست

نور کا فوارہ: خطیب ابن عساکر ابونعیم دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم میرے سامنے تشریف فرما تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور کی پیشانیِ اقدس کو پسینہ آرہا تھا اور اس سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ میں یہ دیکھ کر مبہوت ہوگئی اور کاتنے سے رُک گئی حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مالك بهت قلت جعل جبينك يعرق وجعل عرقك يتولد نورا. (خصائص)

کیوں حیرانی کیا ہے؟ میں نے عرض کی سرکار! میرے مبہوت ہونے کی

Marfat.com

وجہ یہ ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ رہا ہے اور پسینہ کے ہر قطرہ سے نور کا فوارہ جاری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سے زیادہ خوبصورت کسی چیز کو نہ دیکھا۔ میں نے دیکھا:

کان الشمس تجری فی جبینه. (حوالہ مذکور)

گویا کہ آفتاب آپ کی پیشانی میں رواں ہے۔

علامہ بصیری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

منزه عن شریک فی محاسنه

منقسم فجوهر الحسن فیه غیر منقسم. (قصیدہ بردہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور آپ کا جوہرِ حسن غیر منقسم تھا۔

گردن مبارک: حضور سرور انبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی گردن مبارک بھی ایک معجزہ تھی۔ اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندی کی طرح سفید حسن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی صراحی دار تھی جس کا رنگ سفید تھا۔

کان ابریق فضة. (شمائل ترمذی)

گویا آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی۔

اور حق تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام جسم مبارک ہی بیمثال تھا۔ حضرات براء فرماتے ہیں:

احسن الناس وجها واحسنهم خلقا.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ کے حسن و جمال اور خلق کے لحاظ سے سب میں زیادہ حسین تھے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے عاجز آجاتے تو آخری جملے ان کے یہ ہوا کرتے تھے کہ:

Marfat.com

لم ار قبله ولا بعده مثله صلی الله علیه واله وسلم.

آپ کی مثال نہ آپ سے پہلے دیکھی گئی اور نہ بعد۔

عقل مبارک: حضور پُرنور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فراست و دانائی بھی بے نظیر تھی اور تمام دنیا کے عقلاء آپ کی فہم وفراست کے معترف تھے اور ہیں۔

امام ابونعیم حلیہ میں اور ابنِ عساکر وہب بن منبہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان سب میں یہ لکھا پایا ہے کہ جو عقل وفہم اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے۔ اس کی عظمت و رفعت کا یہ عالم ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر انتہائے دنیا تک کے عقلاء کی عقلیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مقابل ریت کا ایک ذرہ نظر آتی ہیں:

وان محمدا ارجح الناس عقلا وارجحهم رايا.

اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے انسانوں پر عقل و رائے کے لحاظ سے بھی ترجیح ہے۔

☆

فضلاتِ مبارکہ

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع فضلات مبارکہ امت کے حق میں طیب وطاہر، باعث برکت ورحمت ہیں لیکن خود آپ کے حق میں آپ کی عظمتِ شان کے سبب حکم اصلی باقی ہے اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں سرکار علیہ السلام کے کپڑوں سے اگر منی سوکھی ہوتی تو کھرچتی تھی اور اگر تر ہوتی تو دھوڈالتی تھی دراں حالیکہ حضور نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور آپ کے

Marfat.com

کپڑے گیلے ہوتے تھے۔

اس حدیث سے فقہاء کرام نے استدلال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات یعنی بول و براز وغیرہ آپ کے حق میں تو حکمِ اصلی پر باقی ہیں اور امت کے حق میں طیب و طاہر ہیں۔ چنانچہ فتاوی اسعدیہ جلد اول میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے اور اسی میں ص ۴۹ پر لکھا ہے:

واعلم ان منی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکذا سائر فضلاتہ طاھر عند علماءنا الثلاثۃ.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منی اور تمام فضلات طاہر وطیب ہیں۔

لعاب اقدس: سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک، سبحان اللہ! مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار، ہر مرض کے لیے اکسیر اور بیشمار برکتوں اور رحمتوں کا حامل ہے۔
امام ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ میرے مکان کے کنوئیں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ مبارک ڈال دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ:

فلم یکن بالمدینۃ بیر عذب منھا. (خصاص ص ۶۱ ج ۱)

مدینہ میں کوئی کنواں ایسا نہ تھا جس کا پانی اس کنوئیں سے زیادہ میٹھا ہو۔

سبحان اللہ! لعابِ مبارک کی برکت سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا اور نہ صرف یہ بلکہ اس کنوئیں کا پانی بے مثل و بے نظیر ہو گیا اور مدینہ کا کوئی کنواں اس کنوئیں کی فضیلت نہ پا سکا کیوں؟ اس لیے کہ بے مثل انسان کا لعاب مبارک تھا۔ بے مثل نے کنوئیں کے پانی کو بے مثل کر دیا۔

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنیں
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

پانی خوشبودار ہو گیا: امام ابونعیم حضرت وائل بن حجر سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ حضور پاک نے اس ڈول سے پانی نوش

Marfat.com

فرمایا۔ پھر آپ نے کنوئیں میں کلی فرمائی جس کا اثر یہ ہوا کہ:

ففاح منه مثل رائحة المسک. (ایضاً)

کنوئیں سے مشک وعنبر کی خوشبو آنے لگی۔

لعاب مبارک کی عجیب برکت: بیہقی وابونعیم حضرت رزینہ سے راوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین وحسن علیہما السلام کو اپنے پاس بلایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا اور فرمایا کہ اب دونوں بچوں کو رات تک دودھ پلانے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔

فکان ریقه یجزیهم. (حوالہ مذکور)

اور آپ کا لب مبارک ان کو رات تک کافی ہوتا۔

سبحان اللہ! آپ کے لعاب مبارک میں کیسی عجیب وغریب برکت تھی کہ آپ کا لعاب دودھ کی جگہ کام دیتا تھا۔

ابوامامہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نہایت فحش گو بدزبان تھی ایک مرتبہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی آپ قدیر تناول فرمارہے تھے۔ اس نے عرض کی مجھے بھی دیجیے۔ آپ نے اپنے سامنے سے کچھ عطا فرمادیا۔ اس نے عرض کی حضور یہ نہیں بلکہ اپنے منہ کا نوالہ عطا فرمائیے۔ آپ نے وہ بھی عطا فرمایا اور اس نے فوراً کھالیا۔ ابوامامہ کہتے ہیں کہ حضور کے جھوٹا کھالینے کے بعد اس عورت نے کبھی فحش کلامی نہ کی۔

فلم یعلم بعد ذلک من البذاء. (ایضاً)

اور کبھی کسی نے اس کی بدزبانی کو نہ جانا۔

لعاب مبارک سے شفا: ابن سعد متعدد صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم بیر بضاء پر تشریف لائے اور اس کنوئیں سے پانی کا ایک ڈول نکلوایا، نوش فرمایا۔ پھر ڈول میں لعاب مبارک بھی ڈالا اور کلی بھی فرمائی۔ پھر اس ڈول کا پانی واپس کنوئین میں ڈلوادیا۔ آپ کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو فرماتے:

اغسلوه من ماء بضاء فیغسل فکانما حل من عقال. (خصائص)

Marfat.com

بیرِ بضاء کے پانی سے اس کو غسل کراؤ جب مریض غسل کرتے تو اسی وقت شفا ہو جاتی۔

ناظرین! اس کنوئیں کے پانی میں یہ قوت و طاقت اور برکت کیوں پیدا ہو گئی؟ صرف اس لیے کہ حضور نے اپنا لعابِ دہن اس میں ڈال دیا تھا یہ اسی کی برکت، اسی کی طاقت، اسی کا فیض تھا جو کنوئیں کے پانی سے ظاہر ہوا اور شافی الامراض نے کنوئیں کے پانی کو شافی الامراض بنا دیا۔

رافع نافع وافع شافع

کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

خونِ اقدس کے برکات: ابنِ جان حضرت ابنِ عباس سے راوی ہیں کہ ایک غلام قریشی نے حضور علیہ السلام کے پچھنے لگائے۔ جسم اقدس سے جو خون نکلا وہ اس نے پی لیا حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذهب فقد احرزت نفسک من النار. (خصائص ص۲۵۲ ج۲)

جا تو نے اپنے نفس پر آتشِ دوزخ حرام کرلی۔

فتاویٰ اسعدیہ میں ہے کہ یومِ احد میں حضور کے سر مبارک سے جو خون نکلا وہ حضرت مالک بن سنان نے پی لیا۔ حضور کو جب اطلاع تو آپ نے فرمایا:

من اراد ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا.

(اسعدیہ ج۴)

جو زمین پر جنتی کو دیکھنا چاہے تو مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

خونِ اقدس کا ذائقہ: شفا شریف ملا علی قاری میں ہے کہ ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بطورِ تبرک پیا تو اس سے کسی نے اس سے پوچھا کہ خون کا ذائقہ کیا تھا؟ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اما الطعم فطعم العسل واما الرائحة فرائحة المسک.

ذائقہ شہد کی طرح تھا اور خوشبو مشک وعنبر جیسی تھی۔ (شفاء ص۱۶۲ ج۱)

Marfat.com

دیکھیے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون اقدس میں مشک وعنبر کی خوشبو ہے اس کا ذائقہ شہد کی طرح ہے۔اس کے پینے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے کیا عام انسانوں کے فضلات میں بھی ایسی برکت پائی جاتی ہے؟ کیا ہمسری کے دعویداروں کے خون میں بھی مشک وعنبر کی خوشبو ہوتی ہے؟

براز مبارک: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے براز مبارک کے متعلق تفصیل کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی نوعیت کیا تھی کیوں کہ آج تک کسی نے آپ کے براز مبارک کو دیکھا ہی نہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دربارِ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ جب آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں تو میں کوئی گندگی نہیں دیکھتی مگر:

الا کنت اشم رائحة الطیب.

ہاں وہاں خوشبو ضرور پاتی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما علمت ان اجسادنا تنبت علی ارواح اهل الجنة فما خرج عنها من شیء ابتلعته الارض. (خصائص ص ۷ ج ۱)

کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے جسم ارواح اہلِ جنت پر پیدا کیے گئے ہیں جو چیز نکلتی ہے اس کو زمین نگل جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم جو کھاتے ہیں وہ گندگی بنتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور ہیں اس لیے آپ جو تناول فرماتے ہیں وہ نور بنتا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ان الارض تبتلع ما یخرج من الانبیاء ولا یری من شیٔ.

(حوالہ مذکور)

انبیاء سے جو نکلتا ہے زمین اس کو نگل جاتی ہے اور ان کا براز وغیرہ نظر نہیں آتا۔

Marfat.com

بول مبارک کے برکات: حاکم و دار قطنی و ابو نعیم حضرت ام ایمن سے راوی وہ فرماتی ہیں ایک شب حضور علیہ السلام بیدار ہوئے اور آپ نے ایک پیالہ میں پیشاب فرمایا۔ جب میں رات کو اٹھی تو پیاسی تھی۔ میں نے آپ کا بول مبارک پی لیا اور صبح کو میں نے رات کا واقعہ آپ کو سنایا۔ آپ نے سنا:

فضحک وقال انک لن تشتکی بطنک بعد یومک ھذا ابدا. (خصائص ج ۱ ص ۷۱)

تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا آج سے کبھی تجھے پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔

امام عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تخریج کی ہے کہ ایک عورت جن کا نام برکت تھا انہوں نے بھی آپ کا بول مبارک پی لیا جس کی برکت سے وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں۔ (حوالہ مذکور)

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ حضرت ام ایمن نے آپ کا بول مبارک پیا اور آپ نے منع نہ فرمایا بلکہ خوش ہوئے اور انہیں بشارت دی کہ تم اس کی برکت سے پیٹ کی بیماری سے محفوظ رہو گی۔

معلوم ہوا کہ امت کے حق میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات مبارک طیب و طاہر، باعثِ برکت ہیں بلکہ وافع البلاء ہیں اور امراض کے ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فوراً منع فرما دیتے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیتے کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

بول مبارک کی برکت: امام طبرانی و بیہقی بسندِ صحیح روایت کرتے ہیں کہ حضرت برہ خادم ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک پی لیا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لقد احتضرت من النار بحظار. (خصائص ص ۲۵۲ ج ۲)

تم نے اپنے نفس کو دوزخ سے بالکل بچا لیا ہے۔

غسالہ شریف کی برکت: امام طبرانی سلمہ امرأۃ ابی رافع سے راوی ہیں وہ کہتی ہیں

Marfat.com

کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل شریف کا پانی پی لیا اور آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا:

اذھبی فقد حرم اللہ بدنک علی النار. (حوالہ مذکور)

جا تیرے جسم پر آتشِ دوزخ حرام ہوگئی ہے۔

سبحان اللہ! حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہے۔ آپ کے بول مبارک کے پینے سے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ غسل شریف کے غسالہ کی برکت سے آتشِ دوزخ سے نجات ملتی ہے۔ کیا ہمسری کے دعویدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک کی بھی برابری کر سکتے ہیں؟

☆

قدم مبارک

الغرض کے ہر مو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہموار تھے۔ اگر پانی ان پر پڑتا تو ڈھل جاتا تھا۔ تلوے کے بیان میں مختلف روایات ہیں۔ شمائل کے لفظ یہ ہیں:

خمصان الاخمصین.

تلا مبارک اونچا تھا زمین سے نہ لگتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے:

احسن البشر قدما.

قدم مبارک تمام انسانوں کے قدم سے حسین تھے۔

پاؤں کی انگلیاں قدرے موٹی اور مضبوط تھیں۔ انگوٹھے سے بعد والی انگلی دوسری انگلیوں سے طویل تھی۔ قدم مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ پتھر اس کے نیچے نرم ہو جاتا تھا

Marfat.com

اور نشانِ قدم پتھر پر بن جاتا تھا۔ چنانچہ پاک و ہند اور بلادِ اسلامیہ کے صدہا مقامات پر آپ کے نشانِ قدم موجود ہیں۔

نہ مرے دل نہ جگر پر نہ دیدۂ تر پر
کرم کرے وہ نشانِ کرم تو پتھر پر

ایڑیاں: نرم اور چکنی اور صاف تھیں ان پر پانی نہ ٹھہرتا تھا۔ اعتدال کے ساتھ گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ حضور کی ایڑیوں کی لطافت و پاکیزگی اور تلوے کی خوبصورتی کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی ایڑیاں سبحان اللہ! یہ وہ مقدس ایڑیاں ہیں جن کو روح القدس کے نورانی ہونٹ بوسہ دیتے ہیں اور روح الامین کے سر کا تاج ان کو سجدہ کرتا ہے۔

تاجِ روح کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

یہ وہ ایڑیاں ہیں جن کے سامنے شمس و قمر کے چہروں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے چاند کا دمکتا عارض مرجھا جاتا ہے، سورج کی جہانگیر روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں یہ خوشتر ایڑیاں
عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں

یہ وہ منور ایڑیاں ہیں جو دن کو سورج اور رات کو چاند بن کر چمکتی ہیں۔ کائنات کو اپنی عالمگیر روشنی سے منور کر دیتی ہیں اور ان کی ضیا سے عالم کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا ہے اور لامکاں تک ان کی روشنی سے مستفیض ہوتا ہے۔

جابجا پرتَو فگن ہیں آسمان پر ایڑیاں دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ اختر ایڑیاں

ایڑیوں کی طاقت: ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ ہلتا پہاڑ ان مقدس ایڑیوں کے رعب و جلال سے ٹھہر جاتا ہے اور سہم کر خاموش ہو جاتا ہے حضرتِ انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں کوہِ احد پر جلوہ فگن تھے پہاڑ ہلنے لگا:

Marfat.com

فضرب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. (بخاری)

حضور نے پہاڑ پر ٹھوکر ماری پہاڑ رک گیا ۔

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

رفتارِ قدم: ان کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ جس کے متعلق حضرت یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ:

حتی یھرول الرجل وراہ فلم یدرکہ. (حجۃ اللہ ص ۶۹۷)

اگر کوئی شخص دوڑ کر بھی یہ چاہے کہ آپ تک پہنچ جائے تو نہ پہنچ سکتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہ دیکھا۔ حضور محبوبِ کبریا جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ:

کان الارض تطوی لہ وانا لنجھد وانہ غیر. الخ

(حجۃ اللہ ص ۶۸۹)

زمین آپ کیلئے لپیٹ دی گئی ہے ہم کوشش کے باوجود آپ تک نہ پہنچ سکتے تھے ۔

عرش تا فرش زمیں ہے فرش تا عرش بریں کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

سبحان اللہ! حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود حضور تک نہ پہنچ سکتے تھے گویا سرکار کے نورانی قدم ایسے تھے کہ ان کی بھی کوئی برابری نہ کر سکتا تھا چہ جائیکہ ہمسری کا دعویٰ کیا جائے۔ ہاں ہاں یہ تو قدمِ نبوی کی رفتار ہے زمین پر، ان کی رفتار عرش پر دیکھو جہاں جبریل جیسا بلند پرواز عرض کرتا ہے کہ:

ما لنا الا ولہ مقام معلوم لو دنوت انملۃ لاحترقت.

حضور یہاں سے آگے نہیں جا سکتا سرکار پورے برابر بڑھوں تو جل جاؤں ۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم فروغِ تجلے بسوزد پرم

معلوم ہوا کہ جہاں شہبازِ سدرہ کی رفتار ختم ہو ملکوتیوں کے شہنشاہ کے باز و تھک

Marfat.com

جائیں وہاں سے رفتارِ قدمِ پاکِ مصطفیٰ علیہ السلام شروع ہو۔

نہ حجابِ چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طورِ نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

تصرفاتِ قدم: ان مبارک ایڑیوں کے تصرفات میں سے ایک ادنیٰ تصرف یہ ہے کہ مقام ذوالمجاز پر ابوطالب کو پیاس لگی انہوں نے حضور سے تشنگی کی شکایت کی حضور نے یہ سن کر زمین پر ایڑی لگائی زمین سے چشمہ پھوٹ پڑا:

فاذا انا بماء لم ارقبله ولا بعده. (خصائص کبریٰ)

میری آنکھوں نے اس سے قبل اور نہ بعد ایسا چشمہ نہ دیکھا تھا۔

ابوطالب نے سیر ہو کر پانی پیا۔ حضور نے اپنی ایڑی مبارک مار کر چشمہ بند کر دیا اللہ اکبر! حضرتِ موسیٰ عصا مارتے ہیں پھر پانی نکلتا ہے مگر مصطفیٰ علیہ السلام ایک ٹھوکر سے دریا بہا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ موسیٰ تھے جنہیں عصا مارنے کی ضرورت تھی یہ مصطفیٰ محبوبِ خدا علیہ السلام ہیں انہیں عصا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے پائے اقدس میں موسیٰ کے عصا سے بھی زیادہ طاقت وقوت ہے۔

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

اونٹنی کی سستی: امام مسلم حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کی سرکار! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے یعنی بہت سست ہے:

ضربها برجله قال ابو هرير والذی نفسی بیده لقدرایت تسبق القائد. (حجۃ اللہ)

آپ نے پائے اقدس سے ٹھوکر لگا دی ابوہریرہ کہتے ہیں مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضور کے قدمِ پاک کی برکت سے وہ اونٹنی ایسی تیز ہوگئی کہ کسی کو آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔

Marfat.com

مرض کا ازالہ: ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت علی بیمار ہوئے اور سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے، حضور کا ادھر سے گزر ہوا:

فضربهٔ برجله وقال اللهم عافه واشفعه.

آپ نے ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا الٰہی ان کو عافیت عطا فرما۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد سے مجھے اس مرض کی کبھی شکایت نہ ہوئی۔

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبروں میں نہیں ان کا جواب

☆

خواب گاہِ مصطفیٰ

خواب گاہِ مصطفیٰ میں تیری عظمت پر نثار
تجھ میں آسودہ ہیں محبوبِ خدائے کردگار

محلِ وقوع: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کا محلِ وقوع حضرت سیدہ عفیفہ طاہرہ مقدسہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ہے۔ سب سے پہلے بحکمِ نبوی خود سرکارِ دو عالم بعد از وفات اس خطۂ پاک میں جلوہ فگن ہوئے۔ بعدہ حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی اس مقدس بقعۂ ارض میں مدفون ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح وہ معیت جو ان دونوں خلفائے کرام کو حضور علیہ السلام سے دنیا میں حاصل تھی وہ عالمِ برزخ میں بھی قائم رہی۔

خم ہو گئی پشتِ زمیں اس طعنہ زنی سے
سن ہم پہ مدینہ ہے یہ رتبہ ہے ہمارا

تعمیر روضۂ اقدس: روضہ اقدس کی ابتداء اس چار دیواری سے ہوئی جس کو سیدنا عمر

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچی اینٹوں سے بنوایا تھا۔ پھر جب حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حجرہ میں مدفون ہوئے تو ۸۵ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بحکمِ ولید کچی دیوار کی جگہ پکی چار دیواری بنوادی۔ یہ دیوار بناتے وقت جب کھودا گیا تو دو انسانی پاؤں دکھائی دیئے۔ حضرت عروہ بن زبیر نے بتایا یہ پاؤں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں بعدہ ۵۵۷ھ میں غازی نورالدین شہید نے روضہ تعمیر کیا جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

صلیبی جنگ کے دوران ۵۵۷ھ میں دو رومی عیسائی مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ میں داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے محبت رسول اور دینداری کا اظہار کیا اور کہا ہم تو صرف اس لیے ترکِ وطن کر کے یہاں آئے ہیں کہ جوارِ رسول اللہ (پڑوس) میں رہیں اور عبادت کریں۔ مدینہ والے ان کی یہ بے پناہ عقیدت اور داد و دہش دیکھ کر ان پر ریجھ گئے اور روضہ مطہرہ کے بالکل متصل ان کو رہنے سہنے کے لیے ایک مکان بھی دے دیا۔ ان بزدلوں اور منافقوں نے اندر سے ہی روضہ پاک کی طرف سرنگ کھودنا شروع کی تاکہ اپنے گستاخ ہاتھوں سے جسدِ نبوی کی گستاخی کریں۔

رات بھر کھودتے تھے اور صبح سویرے چمڑے کے دو تھیلوں میں وہ مٹی بھر کر جنت البقیع کے گرد و پیش ڈال آتے تھے اور پھر بقیہ دن اردگرد کے نخلستانوں اور قبا وغیرہ کی زیارت گاہوں میں گھوم گھوم کر پانی پلاتے۔ یہ زمانہ سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی کا تھا اور عرب ان کے زیر اثر آچکا تھا۔ اس نے ایک رات رحمتِ عالم کو خواب میں دیکھا کہ آپ دو گورے آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ دونوں کتے مجھے ستا رہے ہیں اور تو خبر نہیں لیتا۔

سلطان یہ خواب دیکھ کر چونک پڑا اور صبح کو علماء سے اس کی تعبیر دریافت کی مگر وہ نہ بتا سکے اور سلطان نے اس طرح تین راتیں متواتر

Marfat.com

خواب دیکھا۔ آخر صبر سے باہر ہو کر یہ خیال کیا کہ مدینہ میں ضرور کوئی حادثہ ہوا ہے اور مجھ کو جلدی وہاں پہنچنا چاہئے۔ چنانچہ وہ اپنے وزیر جمال الدین موصلی، بیس دیگر اراکین مجلس اور دو سپاہیوں کو ہمراہ لیکر سولہ روز میں شام سے مدینہ پہنچ گیا۔ مدینہ والے اس کی اچانک آمد پر سخت حیران ہوئے چنانچہ امیر مدینہ نے جب ان سے اچانک آنے کا سبب پوچھا تو آپ نے تنہائی میں لے جا کر یہ ساری حیرت انگیز داستان سنائی اور پوچھا کہ روضہ پاک میں کوئی جدید امر تو ظاہر نہیں ہوا؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر سلطان کو بھی لے جا کر معائنہ کرایا۔ سب چیزیں بدستور تھیں مگر سلطان کو جو کھٹکا لگا ہوا تھا اسی طرح بدستور رہا۔ تب امیر نے آپ سے یہ کہا کہ اگر آپ ان دو شکلوں کو دیکھ کر پہچان سکیں تو میں انعام و اکرام اور سلام و دعا کے بہانے سے تمام اہل مدینہ کو آپ کے سامنے سے گزار دوں؟ سلطان نے فرمایا میں ان کو یقیناً پہچان لوں گا۔

آخر یہی کیا گیا اور سب لوگ سامنے سے گزار دیئے گئے مگر وہ دونوں صورتیں نظر نہ آئیں۔ سلطان نے پوچھا کیا کوئی اور باقی نہیں رہا؟ امیر نے کہا نہیں مگر ہاں صرف دو مغربی حاجی ہیں جو نہایت صالح، سخی، جواد، عفیف، عبادت گزار، گوشہ نشین ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو بھی بلاؤ۔ جب وہ آ گئے تو سلطان جو گھڑی بھر سے ان کی مدح و ثنا اور دینداری اور تقویٰ کی تعریفیں سن رہا تھا حیران ہو گیا اور امیر کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا ہاں یہ وہی ہیں لیکن سلطان نے تفتیش کرنے سے پہلے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا چنانچہ ان سے مصافحہ کیا۔ عزت و احترام سے بٹھا کر ان سے باتیں کیں۔ گفت گو کرتے ہوئے ان کے ہمراہ اس حجرہ میں جا نکلا جس میں وہ رہتے تھے۔ گو وہ اپنے طور پر مکان کے اندر باہر غور سے دیکھتے رہے لیکن اس سرسری مطالعہ سے کچھ چیز بظاہر نظر نہ

Marfat.com

آئی۔ طاق میں صرف قرآن حمید، وعظ و نصیحت کی چند کتابیں اور فقرائے مدینہ صدقہ و خیرات کرنے کے لیے ایک گوشہ میں تھوڑا بہت کچھ مال پڑا ہوا نظر آیا۔ یا وہ چٹائی دکھائی دی جس میں وہ درویش منش منافق اٹھتے بیٹھتے اور سوتے تھے۔

سلطان مایوس ہو کر جب واپس آنے لگا تو اس کو فرش کے نیچے پاؤں تلے کوئی چیز ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ چٹائی کو اٹھوایا تو دیکھا ایک تختہ ہے اس کو ہٹایا تو اندر سرنگ نظر آئی جو روضہ پاک کی طرف کھودی جا رہی تھی۔ اسی وقت ان دونوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان سے ساری کیفیت دریافت کی ان دونوں نے اعتراف کیا کہ ہم اپنی حکومت کی طرف سے اس لیے بھیجے گئے تھے کہ رسولِ اکرم کی مقدس نعش کو نکال کر روم میں لے جائیں۔

کہتے ہیں کہ جس رات یہ سرنگ روضۂ اطہر کے قریب پہنچنے والی تھی اس رات ابر و باراں، بجلی اور زلزلہ عظیم آیا جس سے لوگ انتہائی وحشت اور پریشانی کی حالت میں مبتلا تھے آخر وہ دونوں ملعون حجرے کے متصل جالی والی دیوار کے نیچے قتل کر دیئے گئے۔

سلطان اس جانکاہ حادثہ کے تصور سے دیر تک زار و زار روتا رہا۔ ماس کے بعد بہت سیسہ جمع کیا اور حجرۂ نبوی کی بنیادوں کو ۹ ذراع تک کھدوا کر نیچے سے سطح زمین تک ان میں وہی سیسہ پلوا دیا تاکہ آئندہ اس قسم کی حرکت کا امکان ہی نہ رہے۔ پھر بدستور ان بنیادوں پر دیواریں کھڑی کر دی گئیں۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

آخری تعمیر ملک اشرف نے کرائی جو آج تک موجود ہے اور زیارت گاہِ خلق و ملائک ہے اور عاشقانِ نبوی کے دل کی تسکین ہے۔

Marfat.com

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

زیارتِ روضۂ انور: قرآنِ حکیم میں جہاں دیگر احکامات کا بیان ہے وہاں ادابِ نبوی کے قوانین وضوابط بھی بیان کیے گئے ہیں نیز حضور کی عزت وتعظیم قیامت تک کے لیے فرض ہے اور آپ کی حیات و وفات دونوں خیر و برکت ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفهسم جاؤک. الآية

اس آیت میں ہر شخص کے لیے خواہ وہ قریب ہو یا بعید، دعوتِ زیارت موجود ہے اور لفظ **جاؤک** مطلق ہے جس کا خطاب صرف حیاتِ ظاہری سے نہیں بلکہ حیاتِ ظاہری و برزخی دونوں سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے بعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور حلِ مشکلات کا سلسلہ جاری ہے۔

احادیث: ابتداء اسلام میں نبی علیہ السلام نے زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا مگر بعد میں زیارتِ قبور کی اجازت دی بلکہ زیارتِ قبور کو ثواب قرار دیا اور عام مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اسلاف کے مقابر پر جا کر فاتحہ خوانی کریں اور ثوابِ دارین حاصل کریں لیکن سب سے زیادہ حصولِ ثواب حضور کے روضہ اقدس کی زیارت کا ہے۔ چنانچہ شفاء السقام میں متعدد حدیثیں موجود ہیں۔ یہاں چند ایک نقل کرتا ہوں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱. من زار قبری وجبت له شفاعتی.
جس نے میرے روضہ کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۲. من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی.
جس نے بعداز وفات میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی۔

Marfat.com

۳. من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی.

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

۴. من زارنی متعمدًا کان جواری یوم القیامة.

جو قصداً میری زیارت کے لیے مدینہ آیا وہ قیامت کے میرا پڑوسی ہوگا۔

۵. من جاء نی زائراً لا یتعمّد حاجة کان حقا علیَّ ان اکون شفیعا له یوم القیٰمة.

جو شخص محض میری زیارت کیلئے مدینہ آیا کسی اور کام کیلئے نہیں آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

ان احادیث میں خط کشیدہ الفاظ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مدینہ شریف میں صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ اقدس کی زیارت اور محض آپ کے دیدار کی غرض سے جانا سفر کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اب اہلِ انصاف خود فیصلہ کرلیں کہ زیارتِ نبوی کے لیے سفر کا جواز ثابت ہوا یا نہیں۔ اس مسئلہ میں عاشقان نبی کا نعرہ تو یہ ہے کہ:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

❁❁❁

Marfat.com

حیاتِ مقدس ایک نظر میں

۲۲/اپریل ۵۷۱ء	پیدائش
تقریباً ایک ہفتہ بعد	حلیمہ سعدیہ کی آغوشِ رضاعت میں
پانچ سال کی عمر میں	پھر آغوشِ مادر میں
چھ سال کی عمر میں	والدہ ماجدہ کا انتقال
آٹھ سال کی عمر میں	دادا (عبدالمطلب) کی وفات
بارہ سال کی عمر میں	شام کا پہلا تجارتی سفر
۲۵ سال کی عمر میں	حضرت خدیجہ سے نکاح
۳۰ سال کی عمر میں	قوم کی طرف سے الامین کا خطاب
۳۵ سال کی عمر میں	تمام قبائل کی طرف سے حکم (ثالث)
// // //	حضرت علی کی کفالت
۳۷ سال کی عمر میں	غارِ حرا میں خلوت اور عبادت و تفکر
۴۰ سال کی عمر میں	نزول وحی
۳ء نبوی ۴۳ سال کی عمر میں	چالیس زن و مرد کا اسلام قبول کرنا
۵ء نبوی ۴۵ سال کی عمر میں	حبشہ کی طرف ہجرت کیلئے صحابہ کو حکم
۶ء نبوی ۴۶ سال کی عمر میں	حضرت حمزہ اور حضرت عمر کا اسلام لانا
۷ء نبوی ۴۷ سال کی عمر میں	کفار قریش کی جانب سے بائیکاٹ
// // //	اور شعب ابی طالب میں محصور ہونا۔

Marfat.com

۱۰ء نبوی ۵۰ سال کی عمر میں	معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) کا خاتمہ، چچا ابوطالب کا انتقال، حضرت خدیجہ کی وفات، تبلیغ اسلام کے لیے طائف کا سفر، حضرت عائشہ سے نکاح، معراج کا واقعہ۔
۱۱ء نبوی ۵۱ سال کی عمر میں	یثرب (مدینے) کے چھ آدمیوں کا قبولِ اسلام
۱۲ء نبوی ۵۲ سال کی عمر میں	یثرب (مدینے) کے بارہ آدمیوں کا قبولِ اسلام
۱۳ء نبوی ۵۳ سال کی عمر میں	یثرب (مدینے) کے ۷۲ آدمیوں کا قبول اسلام
″ ″ ″	ہجرتِ مدینہ
۱ء ہجری ۵۴ سال کی عمر میں	مدینے کے شہری نظم ونسق کی دیکھ بھال
۲ء ہجری ۵۵ سال کی عمر میں	کفار کا پہلا حملہ (واقعہ بدر)
۳ء ہجری ۵۶ سال کی عمر میں	کفار کا دوسرا حملہ (واقعہ اُحد)
۴ء ہجری ۵۷ سال کی عمر میں	بنی عامر کی چالبازی اور قاریوں کی شہادت
۵ء ہجری ۵۸ سال کی عمر میں	کفار کا تیسرا حملہ (واقعہ خندق)
۶ء ہجری ۵۹ سال کی عمر میں	صلح حدیبیہ
۷ء ہجری ۶۰ سال کی عمر میں	بادشاہوں کو دعوت نامے۔ فتح خیبر
۸ء ہجری ۶۱ سال کی عمر میں	موتہ کا واقعہ۔ فتح مکہ اور حنین کا واقعہ
۹ء ہجری ۶۲ سال کی عمر میں	واقعہ تبوک، مسلمانوں کا حج ادا کرنا۔
″ ″ ″	وفود کی آمد
۱۱ء ہجری ۶۳ سال کی عمر میں	حجۃ الوداع اور مشہور آخری خطبہ
″ ″ ″	علالت و رحلت

Marfat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

صرف اللہ ہی بڑا ہے

خصائصِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

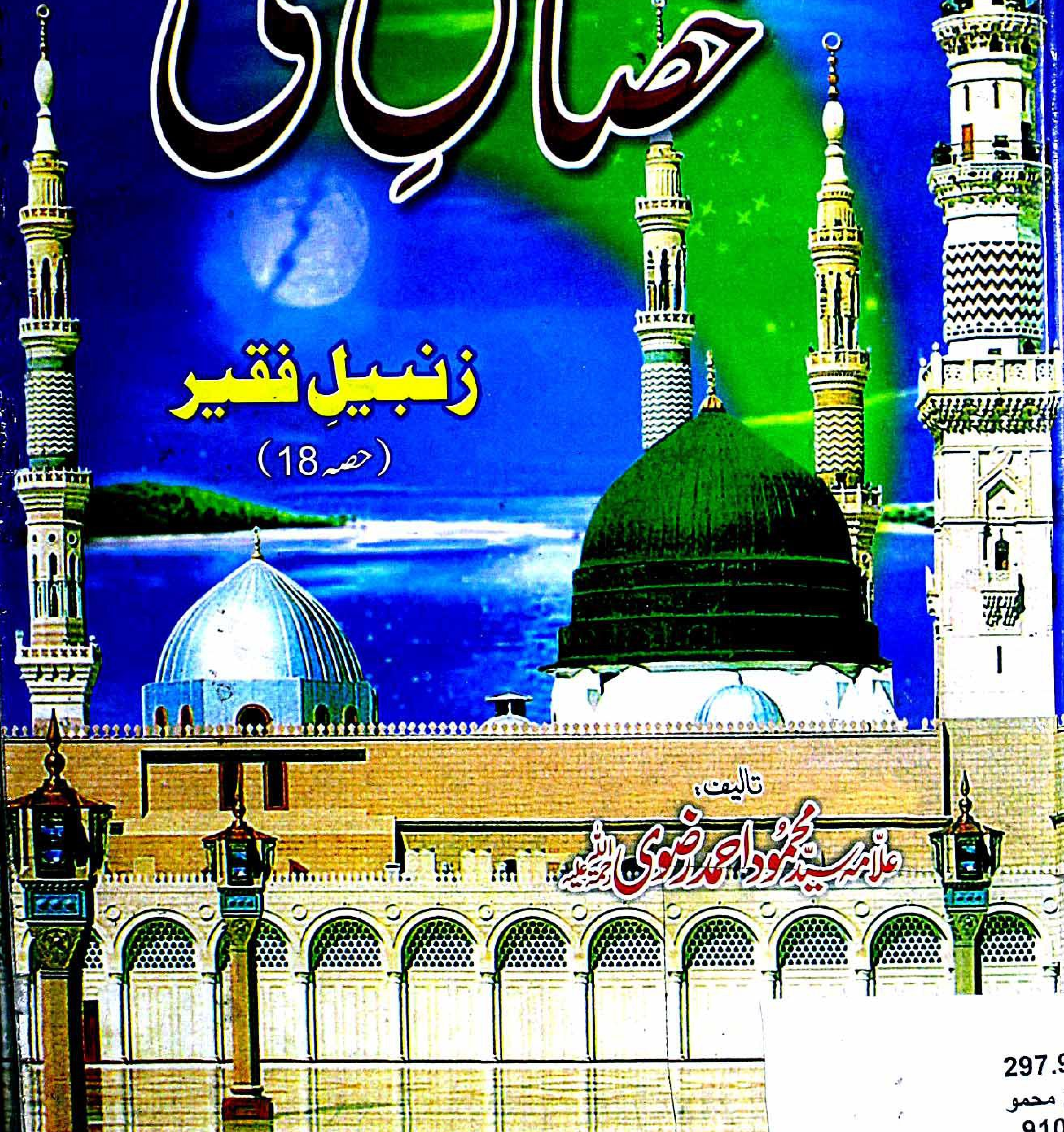

زنبیلِ فقیر

(حصہ 18)

تالیف،
علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

297.99
2 محمو
9101

باھتمام، رائے فقیر محمد نقشبندی، بریلوی، سہروردی، قادری
فاضل فارسی، بی اے اسلامیات، ایم کام، فیلو چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ

Marfat.com